سدرہ حیات

خواہشوں کا موسم

"بالکل ساسوں والا سلوک کرتی ہیں امی میرے ساتھ۔۔۔ ابھی رخصت ہو کر پھوپھو کے گھر گئی نہیں اور ٹارچر اپنے ہی گھر سے شروع ہو گیا۔ امی کم ساس زیادہ لگتی ہیں۔"

"جب سے آئی ہوں ایشال! تمہارے ہی دکھڑے سن رہی ہوں، کچھ کھانے کو ہی پوچھ لو۔" سحر نے مداخلت کی، اس سے پہلے کہ ایشال کی داستان جبر مزید طویل ہو جاتی۔

ناولٹ

"میرا یہاں دل جل رہا ہے اور تمہیں کھانے کی پڑی ہے۔" ایشال نے صدمے سے اپنی خالہ زاد کو دیکھا جو فریج میں کھانے کو کچھ تلاش کر رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں، بس ہانڈی نہ جلا دینا۔۔۔ ویسے بنا کیا رہی ہو؟" سحر اس کے قریب آئی، ہاتھ میں کیک کی پلیٹ تھی جو وہ فریج سے برآمد کر چکی تھی۔

"بریانی۔۔۔" ایشال نے منہ بناتے ہوئے چولہے کی آنچ آہستہ کی۔

"آج کی تاریخ میں بن جائے گی؟" سحر نے اس پھیلاوے کو دیکھا جو ایشال نے سارے کچن میں پھیلا

رکھا تھا۔
کچن میں آنے سے اس کی جان جاتی تھی اور آج تو گرمی سے بری حالت ہو رہی تھی۔
"بریانی بنانے کی اچھی پریکٹس کرلو اب تم۔۔۔ ویسے بھی جبران بھائی کی فیورٹ ہے۔"
"ہر مشکل ڈش ہی جبران کی فیورٹ ہے۔۔۔ لوگوں کو ابلے ہوئے چاول' ابلی دال اور پتا نہیں کیا کیا پسند ہوتا ہے۔۔۔ ایک میرے سسرال والے ہیں' کھانے پینے کے شوقین' چٹورے۔۔۔" ایشال کے جلے بھنے انداز پر سحر کو ہنسی آئی۔
"شرم کرو پھوپھو ہیں تمہاری۔۔۔"
"چٹورے ہیں تو چٹورے ہی کہوں گی۔"
"وہ تم بازار چلنے کا کہہ رہی تھیں' کب جانا ہے۔" سحر کو یاد آیا۔
"ہوں کل چلیں گے آج تو میری حالت تمہارے سامنے ہے۔"
"لینا کیا ہے۔" سحر نے برتن دھوتے ہوئے پوچھا۔
"سونیا ٹریٹ دے رہی ہے' اپنی منگنی کی خوشی میں اور میرے پاس کوئی جوڑا نہیں ہے۔ سارے کپڑے پرانے ہو چکے ہیں' ایک اچھا سا جوڑا لینا ہے اور بھی کچھ چیزیں لینی ہیں۔" سحر سر ہلا کر ان برتنوں کی طرف متوجہ ہوئی جو ایشال گندے کر چکی تھی۔ ایشال نے تیز تیز ہاتھ چلانے شروع کیے۔ امی کے گھر آنے سے پہلے اسے بریانی بنانی تھی۔

☆ ☆ ☆

سورج سوا نیزے پر تھا۔ دھوپ اور گرمی سے بدن جھلس رہے تھے۔ مگر بازاروں میں رش معمول کے مطابق تھا۔ ایشال اور سحر کپڑوں کی دکان میں کھڑی کپڑے دیکھ رہی تھیں۔
"ایشال دیکھو! یہ پرنٹ کتنا خوب صورت ہے۔"
"ہوں' بس ٹھیک ہی ہے۔"
"مجھے تو پسند آیا ہے' تم بھی کوئی پسند کرلو۔" سحر نے اس کا بازو ہلا کر متوجہ کیا جو دوسرے سیکشن کی طرف نظریں گاڑے بیٹھی تھی۔
"نہیں بھئی میں تو کوئی اچھا سا کڑھائی والا برانڈڈ سوٹ لوں گی' کسی اچھے ڈیزائنر کا۔" سحر نے اس کے منہ بنانے پر گہرا سانس لیا۔ جانتی تھی کہ اسے ڈیزائنر جوڑے لینے کا کتنا شوق ہے۔ دکان دار کو جوڑا پیک کرنے کا کہہ کر وہ ایشال کے ساتھ دوسرے سیکشن کی طرف آ گئی۔
"سحر یہ دیکھو کتنا خوب صورت ہے۔ کڑھائی بھی پیاری ہے اور یہ کومبنیشن کتنا اچھا لگ رہا ہے۔" سارے میں گھوم پھر کر دیکھنے کے بعد آخر کار ایشال کو ایک سوٹ پسند آ ہی گیا۔
"واقعی پیارا تو لگ رہا ہے۔" سحر نے بھی تائید کی۔۔۔ مگر قیمت جان کر اس کے ہوش اڑ گئے۔
"نو ہزار کا سوٹ۔۔۔ ایشال اتنے پیسے ہیں تمہارے پاس۔۔۔؟"
"پر یہ سوٹ ہے کتنا خوب صورت۔۔۔ کاش نو ہزار ہوتے۔۔۔ تمہارے پاس کتنے ہیں۔" ایشال نے پرامید ہو کر پوچھا۔
"جی نہیں' اتنے نہیں ہیں اور میں نے سودا بھی خریدنا ہے ابھی۔۔۔" سحر فوراً بدکی' وہ پہلے ہی شکر ادا کر رہی تھی کہ ایشال کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں' ورنہ اس سے کیا بعید' جتنے ہوتے لٹا دیتی۔
"چلو کوئی اور دیکھ لو' مناسب قیمت والا۔" سحر نے اس کا دھیان ہٹانا چاہا۔
"یہ دیکھو اچھا لگ رہا ہے۔۔۔ یہ بھی دو ہزار کا۔۔۔"
"میں قیمت دیکھ کر نہیں پسند کرتی اور ویسے بھی اس کا دوپٹا لان کا ہے۔۔۔ مجھے شیفون کے دوپٹے پسند ہیں۔" اس کے نخریلے انداز پر سحر تپ گئی۔
"ہاں جی ہو تو تم کسی ریاست کی شہزادی جو قیمت دیکھنے سے شان گھٹ جائے گی۔"
"ہوں نہیں تو کیا ہوا۔ اچھا سوٹ پہن کر شہزادی ہی لگوں گی۔" ایشال نے اترا کر کہا۔ اب وہ پھر سے اپنے لیے کوئی سوٹ ڈھونڈ رہی تھی۔ دو گھنٹے بعد وہ

دکان سے باہر نکلیں۔ دونوں اپنی پسند کے سوٹ لے چکی تھیں۔

"ایشال یہ جو چھ ہزار کا تم نے سوٹ لیا ہے نا۔ خیر مناؤ اپنی' اب خالہ نے تمہیں گھسنے نہیں دینا گھر میں۔۔۔"

"ہائے مجھے تو وہ سوٹ یاد آرہا ہے' کیا کمبینیشن تھا۔" ایشال کے حسرت بھرے انداز پر سحر نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"باقی چیزیں کیسے لوگی۔۔۔ جو خالہ نے منگوائی تھیں ہو جائیں گے پیسے پورے۔۔۔؟"

"وہ۔۔۔ پتا نہیں دیکھتی ہوں۔۔۔" ایشال فکر مندی سے باقی ماندہ رقم گننے لگی جو باقی اشیا کی خریداری کے لیے خاصی کم تھی۔ اس کے چہرے پر فکر مندی کے تاثرات دیکھ کر سحر نے افسوس سے سر ہلایا۔ وہاں دکان کے کاؤنٹر پر بھی ایشال نے اس کی ایک نہ سنی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کچھ خدا کا خوف کرو بی بی' خزانے نہیں دفن اس گھر میں' جو میں نکال نکال کر تمہیں دیتی رہوں اور تم ان اللّوں تللّوں میں اڑاتی پھرو۔۔۔" ایشال سر جھکائے بیٹھی تھی۔ ساتھ ہی سحر بیٹھی پسینہ سکھا رہی تھی۔ اس کے لیے اب یہ عام سی بات تھی۔ جب بھی ایشال اس قسم کی خریداری کرکے آتی تھی خالہ اسی طرح جلالی روپ اختیار کرلیتی تھیں۔ "میں اب باقی چیزیں کہاں سے پوری کروں۔۔۔

"لو بتاؤ باپ کی محنت کر کر کے ہڈیاں گھس گئیں اور یہ لاٹ صاحب کی اولاد بنی خون پسینے کی کمائی لٹا رہی ہیں۔ سحر بھی تو ہے ہمیشہ مناسب خریداری کرتی ہے' کچھ اسی سے سیکھ لو۔" اچھی خاصی کلاس لینے کے بعد وہ کچن میں چلی گئیں۔ ایشال نے سحر کو دیکھا جو خاموش بیٹھی پنکھے کو گھور رہی تھی۔

"تمہاری وجہ سے زیادہ ڈانٹ پڑتی ہے مجھے اور لو سستا سا جوڑا۔"

"بھئی میں تو اپنی حیثیت کے مطابق شاپنگ کرتی ہوں' اپنی غلطی میرے کھاتے میں مت ڈالو۔" سحر نے بے نیازی سے کہا۔ ایشال نے کچن کی طرف دیکھا' جہاں سے ابھی بھی ساجدہ بیگم کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

"باپ کی کمائی کی قدر نہیں' شوہر کی خاک کرے گی۔ میری ہی تربیت پر حرف آئے گا' یہ بی بنو تو چلا چکیں سسرال کا نظام۔۔۔" ساتھ ہی زور' زور سے برتن رکھنے کی آوازیں بھی آرہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

کچن سمیٹ کر اس نے ایک نظر دیکھا' کہیں کوئی چیز رہ نہ گئی ہو' پھر مطمئن ہو کر اپنا چائے کا کپ اٹھا کر کمرے کی طرف چل پڑی۔ امی اور ابو کو وہ پہلے ہی چائے دے آئی تھی۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے مخصوص رنگ ٹون کی آواز سنائی دی جو کافی دیر سے بج رہی تھی۔ ایشال نے مسکراتے ہوئے موبائل اٹھایا۔ دوسری طرف سے جبران کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو' السلام علیکم! کہاں تھیں بھئی' میں تو مایوس

مکتبۂ عمران ڈائجسٹ

کی جانب سے بہنوں کے لیے خوشخبری

خواتین ڈائجسٹ کے ناول گھر بیٹھے حاصل کریں

30 فی صد رعایت پر

طریقہ کار ناول کی قیمت کے 30 فی صد کاٹ کر ڈاک خرچ -/100 روپے فی کتاب منی آڈر کریں۔

منگوانے اور دستی خریدنے کا پتہ

مکتبۂ عمران ڈائجسٹ

37 اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

ہو کر فون بند کرنے والا تھا۔"

"کچن میں تھی۔۔۔ آج کھانا لیٹ کھایا' بس اسی لیے کچھ دیر ہو گئی۔۔۔ تم کیسے ہو اور تمہارا دبئی۔۔۔؟"

"ہم دونوں ٹھیک ٹھاک ہیں۔۔۔ پاکستانیوں کو شدت سے یاد کر رہے ہیں۔"

"سفید جھوٹ ہے یہ۔۔۔ بلکہ مجھے بہلانے کا اچھا طریقہ ہے۔۔۔ روز فون تو کرتے نہیں ہو۔۔۔ ایک سونیا کا منگیتر ہے دن میں چار چار دفعہ فون کرتا ہے۔" ایشال نے شکوہ کیا' ساتھ ساتھ وہ چائے بھی پی رہی تھی۔

"یقیناً" وہ کچھ کرتا نہیں ہوگا' ورنہ نوکری کرنے والا بندہ اور اس قدر فراغت میں مان ہی نہیں سکتا۔ چلو چھوڑو۔۔۔ اپنی بات کرتے ہیں۔ تم سناؤ کیا ہو رہا ہے آج کل۔۔۔" جبران نے موضوع تبدیل کرنا چاہا۔

"میرے اوپر تو ظلم ہی ہو رہا ہے اور ظلم توڑنے والی تمہاری ساس ہیں۔۔۔ جب سے ہمارا نکاح ہوا ہے تب سے امی کوشش میں تھیں' کسی طرح مجھے کچن میں گھسیٹیں۔ اب جب سے یونی ورسٹی ختم ہوئی ہے میری تو شامت آگئی ہے۔ صرف تمہاری فیورٹ ڈشز بنواتی ہیں' وہ بھی اتنی مشکل' مشکل۔۔۔" ایشال کے لہجے کی مسکینیت محسوس کر کے جبران ہنس دیا۔

"تم ہنس رہے ہو۔۔۔ میری جگہ ہوتے پھر پوچھتی میں۔۔۔" ایشال خفا ہوئی۔

"سویٹ مامی۔۔۔ کتنا خیال ہے انہیں میرا' تم بھی اچھی طرح سیکھ لو آخر کو مرد کے دل کا راستہ معدے سے ہو کر گزرتا ہے۔" ایشال نے کپ ایک سائڈ پر رکھ کر بالوں کو کیچر سے آزاد کر کے تکیے پر سر رکھا اور آرام دہ انداز میں لیٹ گئی۔ "ہائے میں تو ساری زندگی معدے میں ہی پھنسی رہوں گی۔"

"اتنی ٹینشن کیوں لے رہی ہو' بس بریانی سیکھ لو میرے لیے کافی ہے۔" جبران کو اس کی پتلی حالت کا اندازہ تھا جس کی کچن میں جانے سے جان جاتی تھی۔

"اتنا تو میں تمہارے لیے کر ہی سکتی ہوں' بریانی اچھے سے سیکھ لی ہے۔" ایشال مسکرائی۔ "آج بازار گئی تھی۔۔۔ اف کیا بتاؤں اتنا پیارا جوڑا پسند کیا' مگر لے نہیں سکی۔" ایشال کو وہ جوڑا یاد آیا جو وہ لے نہیں سکی تھی۔

"کیوں بک گیا تھا؟"

"نہیں نو ہزار کا تھا۔۔۔" ایشال نے افسردگی سے بتایا۔

"نو ہزار کا! اتنا مہنگا' کیا شادی کا جوڑا پسند کیا تھا۔" جبران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں لان کا جوڑا تھا۔۔۔ شادی کے جوڑے خاصے مہنگے ہوتے ہیں' نو ہزار تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

"لان کا جوڑا نو ہزار کا۔۔۔؟"

"ہائی کوالٹی لان تھی' اتنا پیارا کمبینیشن اور کڑھائی تھی کہ کیا بتاؤں' میری تو نظروں کے سامنے سے ہٹ ہی نہیں رہا۔ اوور آل تو ساری کلیکشن ہی اچھی تھی' گل احمد' ثناء سفیناز' ماریہ بی' کھاڈی سب ہی کے پرنٹ اچھے تھے۔" ایشال پرجوش انداز میں بتا رہی تھی دوسری طرف جبران کے پلے ایک لفظ بھی نہیں پڑا تھا۔ اس معاملے میں وہ بالکل کورا تھا۔ اوپر سے ایشال کی تفصیلات' ایشال کو ہر بات اس سے کرنے کی عادت تھی اور اس کا اس وقت تھکن سے بُرا حال تھا۔ اس نے جمائی روکتے ہوئے پوچھا۔

"اب یہ سب کون ہیں؟"

"بڑے بڑے ڈیزائنر ہیں' جن کے برانڈڈ جوڑوں کا میں ذکر کر رہی ہوں۔" ایشال نے اپنا سر پیٹ لیا۔ یعنی موصوف کو ڈیزائنرز کا بھی نہیں پتا۔

"اوہ۔۔۔ اچھا ہوں گے۔۔۔ مجھے کیا پتا میں کوئی ان کے ساتھ بچپن میں کھیلا ہوں۔" ایشال نے سرد آہ بھری۔ چند ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس نے فون رکھ دیا۔

☆ ☆ ☆

موسم خوش گوار تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ ایشال' خالہ کی طرف آئی ہوئی تھی۔ سحر چائے کے ساتھ پکوڑے بنا لائی تھی۔ اب دونوں بیٹھی موسم کا مزا لے رہی تھیں۔

"کیسی رہی سونیا کی دعوت۔۔۔"

"بہت اچھی۔۔۔ اس کی منگنی کے بعد اب جاکر ملاقات ہوئی۔ خوب گپیں لگائیں۔" ایشال نے مزے سے پکوڑے کھاتے ہوئے بتایا' اس کے سیاہ لمبے بال ہوا سے اڑ رہے تھے جن کو اس نے آدھا باندھا ہوا تھا۔

"شادی کب ہے اس کی۔۔۔؟" سحر نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے پوچھا۔

"سات مہینوں بعد ہے۔۔۔ اتنے اچھے نئے کلیکشن کے جوڑے لے کر آئی تھی' ہر برانڈ کا جوڑا تھا۔۔۔ اور وہ یاد ہے گل احمد کا نو ہزار کا جوڑا جو مجھے اس دن پسند آیا تھا' وہ بھی تھا اس کے پاس۔۔۔ میری نظریں تو اس جوڑے پر سے ہی نہیں ہٹ رہی تھیں۔" ایشال نے ٹھنڈی آہ بھری' اُسے پھر سے وہ جوڑا یاد آگیا تھا۔

"وہ افورڈ کر سکتی ہو گی' اتنے مہنگے ڈیزائنر سوٹ۔۔۔ ہمارے پاس تو اتنے فالتو پیسے نہیں ہیں جو صرف کپڑوں پر لگادیں۔

تمہاری دوستوں نے ہی خراب کیا ہے تمہیں۔۔۔ ان کے ساتھ چار سال گزار کر تم اتنی برانڈ کونشسس ہو گئی ہو' ورنہ پہلے تو تمہیں ایسا کوئی شوق نہیں تھا۔" سحر نے اس کے لتے لیے۔۔۔ ایشال نے منہ بنایا۔

"اب تم امی کا رول ادا نہ کرنے لگ جانا۔۔۔ تمہیں کیا پتا برانڈڈ چیز کا اپنا ہی مزا ہے۔ میرا تو دل چاہتا ہے ہر چیز برانڈڈ لوں۔"

"کچھ نہیں ہو سکتا تمہارا۔۔۔" سحر نے افسوس سے سر ہلایا۔

"اچھا چھوڑو۔۔۔ میں سوچ رہی ہوں جاب کر لیتے ہیں' فارغ ہی تو ہوتے ہیں۔" ایشال کو نیا خیال آیا۔

"جاب۔۔۔"

"ہوں' کسی اکیڈمی میں جاب کر لیتے ہیں۔۔۔ ادھر قریب ہی ایک نئی اکیڈمی کھلی ہے' وہاں پتا کرتے ہیں۔ ویسے بھی شام کی کلاسز ہوں گی۔ کیا خیال ہے۔" ایشال نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"آئیڈیا تو اچھا ہے۔ امی ابو سے پوچھ کر ہی کچھ کہہ سکوں گی۔" سحر نے چائے کے خالی کپ اٹھالیے۔ ایشال بھی خالی پلیٹ اٹھا کر اس کے ساتھ اندر کی طرف چل پڑی۔

☆ ☆ ☆

دوپہر کا کھانا تیار کر کے وہ سلاد بنانے کے لیے لاؤنج میں آکر بیٹھ گئی۔ ابو کے آنے سے پہلے وہ ساری تیاری مکمل کر لیتی تھی۔ کھانا کھا کر انہیں پھر دفتر جانا ہوتا تھا۔ وہ پیاز کاٹ رہی تھی جب احمر داخلی دروازہ ہلکا سا بجا کر اندر آیا۔ ایشال نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کمال ہے گیٹ کھلا چھوڑ رکھا ہے۔ میرے جیسے شریف انسان کے بجائے اگر کوئی چور گھس آتا پھر۔۔۔"

"پھر وہ دوپہر کا کھانا کھا کر جاتا۔۔۔ وہ بھی بینگن کا سالن۔۔۔" ایشال نے منہ بنایا' اُسے سبزیاں کچھ خاص پسند نہ تھیں۔

"خیر' بتاؤ کیا بنا میرے کام کا۔۔۔؟"

"مبارک ہو فیاض صاحب کی اکیڈمی میں ٹیچرز کی اشد ضرورت ہے۔ میں ان سے خود مل کر آیا ہوں۔" احمر نے سلاد کی پلیٹ سے ٹماٹر اٹھا کر کھاتے ہوئے اطلاع دی۔

"ملنا کب ہے ان سے؟" ایشال پُرجوش ہوئی۔

"کل چلی جانا کلاسز سے پہلے۔ پانچ بجے پہلی کلاس شروع ہوتی ہے۔ چار ساڑھے چار بجے تک چلی جانا۔" احمر بات کرتے ہوئے نظریں دوڑا رہا تھا۔ بار بار نظر بھٹک کر کچن کی طرف جا رہی تھی۔ ایشال نے اس کی یہ حرکت نوٹ کر لی۔

"واپس آجاؤ' نہیں آئی وہ۔۔۔" ایشال کے کہنے پر وہ بوکھلایا۔

"نہیں وہ میں۔۔۔ تو مامی کو دیکھ رہا تھا' نظر نہیں آرہیں۔"

"معلوم ہے مجھے کس کو دیکھ رہے تھے' بنو نہیں اب۔۔۔ آخر ہو کن چکروں میں۔۔۔ پتا بھی ہے پھوپھو اور خالہ کی آپس میں کبھی نہیں بنی۔۔۔ ایسے میں تم کسی

خیال کو دل میں جگہ نہ ہی دو تو بہتر ہے۔" ایشال نے وارن کرنے والے انداز میں کہا۔ احمر بدمزا ہوا۔

"ایک تو میری سمجھ میں نہیں آتا تمہاری خالہ نے اگر میرے چچا کے رشتے سے انکار کردیا تھا تو اس میں اتنی لمبی ناراضی پالنے والی کون سی بات ہے۔ مسرت آنٹی کو فہیم انکل پسند تھے۔ اس میں بھی کوئی بری بات نہیں تھی۔"

"ہوں کہہ تو صحیح رہے ہو۔" ایشال نے سرہلایا۔ پھر احمر کو گھورتے پاکر ٹھٹکی۔ "ایسے کیا دیکھ رہے ہو اور اگر تم وہ سوچ رہے ہو جو میں سمجھ رہی ہوں تو بھئی میری طرف سے صاف انکار ہے۔"

"کچھ تو خیال کرو، بھابھی ہو میری.... تم نہیں چاہتیں تمہاری دوست، دیورانی بن کر ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔" احمر نے میٹھے لہجے میں جذباتی وار کرنے کی کوشش کی، مگر سامنے بھی ایشال تھی۔

"بھابھی ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ میں تم پر قربان ہوجاؤں۔ کم از کم میں تو پھوپھو کو نہیں سمجھا سکتی۔ میرے اپنے تعلقات خطرے میں پڑ سکتے ہیں۔"

"خودغرضی کی حد ہے، صرف اپنی فکر ہے۔" احمر نے افسوس سے سرہلایا۔

"تم واقعی سحر کے لیے سنجیدہ ہو؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے۔"

"بس پھر خود جاکر پھوپھو سے بات کرو، اپنی جنگ خود ہی لڑو۔" ایشال نے ہمت دلانے والے انداز میں کہا۔ احمر جزکر جانے کے لیے مڑ گیا۔

"کھانا تو کھا کر جاؤ۔" ایشال نے آواز دی۔

"مجھے نہیں کھانا۔" یہ کہتے ہوئے احمر وہاں سے نکل گیا۔

☆ ☆ ☆

وہ اکیڈمی سے واپس آئی تو پھوپھو آئی بیٹھی تھیں۔ اسے دیکھتے ہی خوش ہوگئیں۔

"کیسی ہے میری بیٹی۔" پھوپھو نے اسے پیار کرتے ہوئے اپنے پاس بیٹھالیا۔

"بالکل ٹھیک۔ آپ کیسی ہیں؟" ایشال مسکراتے ہوئے آرام دہ انداز میں بیٹھ گئی۔

"اللہ کا شکر ہے۔ جب سے آئی ہوں تمہارا ہی انتظار کررہی تھی۔ اتنے دن ہوگئے ملے ہوئے۔ تمہارے انکل بھی یاد کررہے تھے کہ ایشال بیٹی نے چکر نہیں لگایا۔"

"پھوپھو میں ضرور آؤں گی.... اکیڈمی میں جاب شروع کردی ہے تو شام میں گھر پر نہیں ہوتی، کسی دن صبح کے وقت آؤں گی۔"

"روز اسی وقت آتی ہے آپا.... یہ قریب ہی اکیڈمی ہے۔" ساجدہ بیگم نے بتایا۔

"احمر بتارہا تھا.... چلو اچھا ہے، فارغ وقت کو کچھ کام میں لاؤ۔"

"احمر کی نوکری کا کیا بنا....." ساجدہ بیگم نے پوچھا۔

"دو جگہ انٹرویو دے کر آیا ہے، دیکھو اب کیا بنتا ہے۔ کوئی اچھی نوکری ملے تو یہ جو چار چار جگہ ٹیوشن پڑھاتا ہے، اس سے جان چھوٹے۔" پھوپھو نے گہرا سانس لیا۔

"اللہ نیک سبب کرے گا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔" ساجدہ بیگم نے تسلی دی۔

"لاپرواسا ہے، فکر ہی لگی رہتی ہے اس کی طرف سے....."

"بڑا سمجھ دار بچہ ہے آپا.... ٹھیک ہے، مزاج میں شوخی ہے، مگر باپ کا ہاتھ بٹانے کی کوشش تو کررہا ہے.... بس اس کی نوکری ہوجائے تو اس کے لیے کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ لیں۔"

"ہوں، ارادہ تو یہی ہے جبران اور اس کی شادی ساتھ ہی کردوں۔ مگر کوئی لڑکی ملے تب نا۔" پھوپھو نے سرد آہ بھری۔ ایشال کی نظر کافی دیر سے اس شاپر پر تھی جو پھوپھو کے قریب پڑا تھا۔ ان دونوں کی بات لمبی ہوتے دیکھ کر اس نے بے صبری سے پوچھ ہی لیا۔

"پھوپھو اس شاپر میں کیا ہے۔" ایشال کے پوچھنے پر ساجدہ بیگم کے چہرے کے تاثرات بگڑے۔ "اے

ہاں مجھے تو یاد ہی نہیں رہا۔" پھوپھو نے مسکراتے ہوئے شاپر اس کی طرف بڑھایا۔ "میری بیٹی کی سالگرہ آرہی ہے اس لیے میں نے سوچا کوئی تحفہ لے جاؤں۔"

"تھینک یو پھوپھو۔" ایشال نے امی کی گھوری کی پروا نہ کرتے ہوئے پرجوش انداز میں جلدی سے شاپر کھولا۔ اندر سے دو جوڑے برآمد ہوئے جو شیٹ میں پیک تھے۔

"ایک میری طرف سے، دوسرا تمہارے انکل کی طرف سے..." پھوپھو نے مسکراتے ہوئے بتایا۔ جوڑے دیکھ کر ایشال کی خوشی ماند پڑ چکی تھی۔ وہ عام سے لان کے پرنٹڈ تھری پیس سوٹ تھے۔

"اس کی کیا ضرورت تھی آپا..." ساجدہ بیگم نے جلدی سے کہا۔ ایشال کے مایوس کن تاثرات پہلے ہی دیکھ چکی تھیں۔ اس سے پہلے کہ آپا بھی نوٹ کرتیں انہیں اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ ایشال سے کچھ بعید نہ تھا کہ کچھ الٹا سیدھا بول دیتی۔ ویسے بھی بیٹی کے بے دھڑک انداز انہیں ناپسند تھے۔

"تم بیچ میں نہ بولو... اپنی خوشی سے لائی ہوں۔" پھوپھو خوش دلی سے مسکرائیں۔

"جیسی آپ کی خوشی آپا، بہت اچھے پرنٹ ہیں... جب پہنے گی تو آپ دیکھیے گا۔ جاؤ ایشال کپڑے تبدیل کرو اور انہیں بھی سنبھال کر رکھو۔" انہوں نے کہتے کے ساتھ آنکھوں سے تنبیہہ بھی کی۔ ایشال خاموشی سے جوڑے اٹھا کر چلی گئی۔

"نمرہ اور بچوں کا کیا حال ہے؟" پھوپھو اب ایشال کی بڑی بہن کا پوچھ رہی تھیں جو شادی شدہ تھی اور دوسرے شہر میں رہتی تھی۔

☆ ☆ ☆

"ہائے میری قسمت، میری ساس نے یہ جوڑے دیے ہیں اور ایک سونیا کی ساس ہیں، منگنی پہ ماریہ بی کے جوڑے لائی تھیں۔" ایشال اس وقت سحر کے سامنے غمگین صورت بنائے بیٹھی تھی اور سرد آہیں بھرتے ہوئے پھوپھو کی طرف سے ملے کپڑے دکھا رہی تھی۔

"بہت ناشکری ہو تم... اچھے خاصے تو ہیں، مسئلہ کیا ہے... پرنٹ اور رنگ دونوں ہی اچھے ہیں۔"

"اتنے ہی اچھے لگ رہے ہیں تو تم رکھ لو۔" ایشال نے فٹ سے پیش کش کی، پہلے ہی وہ جلی بیٹھی تھی، اوپر سے سحر کی تعریفیں...

"ضرور لے لیتی، اگر تمہاری ساس نے نہ دیے ہوتے... شرم کرو پھوپھو بھی ہیں تمہاری، کتنی محبت اور خلوص سے لائی ہوں گی۔" سحر نے شرم دلانا چاہی۔

"اب تم مت شروع ہو جانا... امی سے لمبا لیکچر سن چکی ہوں۔" ایشال کے انداز میں اکتاہٹ تھی۔

"پتا ہے تمہارا مسئلہ کیا ہے ایشال... تم برانڈ کونشیس ہو... یہی جوڑے اگر کسی مشہور برانڈ کی پیکنگ میں ہوتے تو تم بخوشی لے لیتیں۔ مگر اس صورت میں یہ تمہارے لیے ناقابل قبول ہیں۔" سحر نے آئینہ دکھانا چاہا۔

"اف بس کردو... لعنت ہے مجھ پر جو جبران کو اور خاص طور پر تمہیں کچھ بتائے بغیر نہیں رہ سکتی۔" ایشال نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"جبران بھائی سے بھی ایسا کہا... مطلب یہ سب..." سحر کو پریشانی ہوئی۔

"نہیں..." سحر نے شکر ادا کیا۔

"ویسے یہ سارا خناس تمہاری دوستوں کا بھرا ہوا ہے۔ وہی دماغ خراب کرتی ہیں تمہارا۔"

"جیسے کہ تم... کب سے دماغ کھا رہی ہو۔ کھانے کے لیے ہی کچھ لے آؤ... جوس ہی لادو..." ایشال نے منت کرتے ہوئے اسے کچن کی طرف دھکیلا۔

☆ ☆ ☆

"آپ لاؤنج میں جاکر بیٹھیں، خالہ آرہی ہیں۔" سحر نے دوسری مرتبہ اس سے کہا۔ جب سے آیا تھا کچن میں کھڑا تھا۔

"ایشال کہاں ہے۔"

"وہ نہا رہی ہے۔" سحر نے رخ موڑا۔ سالن دم پر

رکھا تھا جو ایشال اس کے ذمے لگا گئی تھی۔

"آپ کو کچھ چاہیے۔" احمر کو وہیں جماد دیکھ کر سحر نے ضبط سے کہا۔ اس کی نظروں سے وہ ڈسٹرب ہو رہی تھی۔

"جی وہ... پانی مل جائے گا۔" احمر کہنا کچھ چاہتا تھا، زبان سے کچھ اور نکل گیا۔ سحر نے چپ چاپ گلاس بھر کر اس کے سامنے رکھا، تاکہ کسی طرح تو ٹلے۔ پانی پی کر احمر نے بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ سحر بول پڑی۔

"میں چائے لاتی ہوں۔ آپ لاؤنج میں تشریف رکھیں۔"

"وہ... میری جاب لگ گئی ہے۔"

"مبارک ہو آپ کو...." سحر نے تحمل سے کہا۔

"مٹھائی لایا تو تھا...." احمر نے بوکھلاہٹ میں اردگرد دیکھا۔

"جی یہ شاید آپ کے ہاتھ میں ہے۔" سحر نے اس کے ہاتھ میں پکڑے شاپر کی طرف اشارہ کیا۔ احمر کی پیشانی پسینے سے چمکی۔ اس وقت شرم سے ڈوب مرنے کا دل کر رہا تھا۔ سحر سے کچھ خاص کہنے کا ارادہ تھا، مگر بوکھلاہٹ میں کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ لاؤنج سے مامی کی آواز سن کر جلدی سے شاپر میز پر رکھ کر کچن سے باہر آگیا۔ سحر نے شکر ادا کرتے ہوئے چائے کا پانی رکھا۔

"مبارک ہو بیٹا.... اللہ کامیابیاں اور خوشیاں عطا فرمائے۔" ساجدہ بیگم نے خوش ہوتے ہوئے احمر کو دعا دی۔

"کیوں دیور جی! مٹھائی بھی لائے یا خالی خولی مبارک وصول کرنے آگئے۔" ایشال بھی کمرے سے نکلتے ہوئے یہ خبر سن چکی تھی، پٹ سے بولی۔

"توبہ کرو جس کی تمہارے جیسی بھابھی ہو وہ خالی ہاتھ آسکتا ہے، فکر نہ کرو مٹھائی لایا ہوں۔"

"جم جم آؤ بیٹا، اپنا گھر ہے تمہارا.... اسے تو تم رہنے ہی دو، ایسی الٹی سیدھی باتیں کرتی رہتی ہے۔" انہوں نے ایشال کو تنبیہی نظروں سے دیکھا۔ "آپا کو بڑی فکر تھی تمہاری.... اب خیر سے جاب لگ گئی ہے۔ اچھا ہے، کوئی اچھی لڑکی مل جائے تو جبران اور تمہاری اکٹھے ہی شادی ہو جائے۔"

"بس مامی، پھر تو آپ بھی امی کے ساتھ اس مہم میں جت جائیں.... اور میرے لیے کوئی پری وش ڈھونڈ نکالیں۔" احمر نے زیر لب مسکراتے ہوئے شرارتی انداز میں کہا۔ نظریں ٹرے لاتی سحر پر تھیں۔

"پری وش.... امی ذرا پوچھیں تو یہ پری وش کون ہے۔" ایشال نے پری وش پر زور دیا۔ سحر جو احمر کے اس طرح دیکھنے پر نئے سرے سے تلملائی تھی جھٹ سے بولی۔

"خالہ کہیں یہ اس پری وش کی بات تو نہیں کر رہے جو تیسری لین میں رہتی ہے، انکل نعیم کی بیٹی۔" وہ احمر کی بات کو صرف اس کے شوخ مزاج کے تحت مذاق میں لے رہی تھیں۔ سحر کی بات سن کر چونکیں۔

"نہیں.... نہیں.... مامی میں تو ایسے ہی مذاق کر رہا تھا۔" احمر گھبرا گیا۔ کہیں وہ سچ سمجھ کر امی سے ہی نہ کہہ دیں۔ ایشال نے ہنسی دبائی۔ سحر چائے رکھ کر اپنے گھر جانے کے لیے اٹھ گئی۔ احمر کے ہوتے ہوئے اس کا مزید رکنے کا ارادہ نہیں تھا۔ ایشال مزے سے گلاب جامن کھا رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

"تمہارے کزن کے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے۔" سحر کے اچانک سوال پر ایشال چونکی۔ آج ایشال کی سالگرہ تھی اور اسی خوشی میں دونوں کچھ خاص بنانے کے چکر میں کچن میں گھسی ہوئی تھیں۔ سحر چاکلیٹ کیک بنا رہی تھی اور ایشال پاستا۔

"کون.... احمر کی بات کر رہی ہو؟"

"ظاہر ہے.... اس کے علاوہ میرا معصوم بھائی ہے، اس کو تو کہنے سے رہی۔"

"ساری لڑکیوں کو اپنے بھائی معصوم ہی نظر آتے ہیں۔" ایشال نے مسکراتے ہوئے سحر کو دیکھا جو کیک کے آمیزے کو پین میں ڈالنے کے بعد اوون میں رکھ

رہی تھی۔

"یہ مذاق کی بات نہیں ہے ایشال..... اپنے کزن کو سمجھا لو ورنہ کسی دن میں اس سے بہت بری طرح پیش آؤں گی۔" سحر کیک رکھنے کے بعد اب ہاتھ باندھے شیلف سے ٹیک لگا کر کھڑی تھی۔

"کم آن سحر' اتنا جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بے چارے نے کیا' کیا ہے۔ تمہارے سامنے اس کی بولتی ویسے ہی بند ہو جاتی ہے۔"

"اور وہ جو گھور گھور کر عجیب نظروں سے مجھے دیکھتا ہے وہ کیا ہے..... وہ تو میں بات ہی ایسے کرتی ہوں کہ اس کی ہمت نہیں ہوتی' کوئی ایسی ویسی بات کرنے کی۔" ایشال نے ہنسی دبائی۔

"عجیب نظروں سے نہیں محبت بھری نظروں سے دیکھتا ہے وہ معصوم تو....."

"اس سے کہو اپنی ان محبت بھری نظروں سے کسی اور لڑکی کو پٹائے..... میں تو اس کا دماغ درست کر دوں گی۔" سحر تپ اٹھی تھی۔

"احمر کوئی فلرٹ کرنے والا لڑکا نہیں ہے..... تم پہلی لڑکی ہو جسے وہ پسند کر بیٹھا ہے اور بہت سنجیدہ ہے تمہارے لیے..... شادی کرنا چاہتا ہے۔" ایشال نے احمر کا دفاع کرنے کی کوشش کی۔

"میرا اور اس کا ساتھ ممکن نہیں ہے۔ پہلی بات تمہاری پھوپھو ہمارے گھر رشتہ لانا ہی نہیں چاہیں گی اور دوسری..... مجھے اس سے شادی نہیں کرنی..... لہٰذا اپنے اس چھچھورے کزن سے کہو اپنی ان فضول حرکتوں سے باز آجائے۔"

"دیکھو....." ایشال بات کرتے ہوئے مڑی' مگر کچن کے دروازے کے ساتھ احمر کو کھڑا دیکھ کر چپ ہو گئی۔ زبان گویا تالو سے چپک گئی۔ سحر اس کے اس طرح خاموش ہونے پر مڑی۔ احمر کو دیکھ کر اسے بھی شاک لگا۔ احمر کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ بہت کچھ سن چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ ایشال اسے روکتی' کچھ کہتی' وہ خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔

"احمر رکو تو....." ایشال کو جیسے ہی ہوش آیا بیرونی دروازے کی طرف بھاگی' مگر وہ کچھ سنے بغیر چلا گیا۔

"ساری باتیں سن لی ہوں گی؟" سحر نے سوالیہ انداز میں ایشال سے پوچھا جو پریشانی سے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

"لگ تو یہی رہا ہے..... تم بھی تو ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ گئی ہو۔"

"اب مجھے سنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم سے ڈسکس کر رہی تھی' اسے کس نے کہا تھا ہیرو بن کر کان لگا کے سنے..... اور میں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ اچھا ہے' سن لیا' اسے بھی کچھ شرم تو آئے اپنی حرکتوں پر....." جو تھوڑی بہت شرمندگی سحر کے چہرے پر آئی تھی فوراً "غائب" ہو گئی۔

"وہ بہت ہرٹ ہوا ہو گا۔ تمہارے منہ سے اپنے لیے ایسے الفاظ سن کر....." اس سے پہلے کہ سحر کچھ بولتی ساجدہ بیگم لاؤنج میں آئیں۔

"احمر کہاں گیا؟"

"چلا گیا امی....." ایشال نے گہرا سانس لیا۔

"کیوں..... کیک کھائے بغیر ہی چلا گیا اور تم نے جانے دیا روکتیں تو اسے..... اتنے شوق سے کیک اور آئس کریم لایا تھا تمہارے لیے....." ایشال نے پہلے ٹیبل پر رکھے کیک کے ڈبے اور آئس کریم کو دیکھا' پھر ملامتی نظروں سے سحر کو دیکھا۔ سحر بے نیازی سے کندھے اچکا کر کچن میں چلی گئی۔ اسے اپنا کیک چیک کرنا تھا۔

"اب کھڑی کیا ہو..... جاؤ جا کر رکھو فریج میں..... اتنا نہیں ہوا کہ بچے کو روک ہی لیتیں..... مگر اتنی عقل کہاں ہے....." وہ غصے سے کہہ رہی تھیں۔ ایشال نے گہرا سانس لیتے ہوئے دونوں چیزیں اٹھا لیں۔

☆ ☆ ☆

"گفٹ کیسا لگا؟" دوسری طرف سے آتی جبران کی آواز پر ایشال کو اس کے بھیجے ہوئے ہینڈ بیگ اور پرفیومز یاد آ گئے۔

"جبران تم سے کم از کم مجھے یہ امید نہیں تھی۔"

"کیوں بھئی ایسا کیا کر دیا میں نے..." جبران حیران ہوا۔

"گفٹ کی بات کر رہی ہوں، مجھے نہیں معلوم تھا تمہاری چوائس ایسی ہے۔" ایشال نے "ایسی" پر زور دیا تھا۔ کہنا تو فضول چاہتی تھی، مگر لحاظ کر گئی۔

"سنا تھا بیویاں کسی حال میں خوش نہیں ہوتیں، آج یقین بھی آگیا۔ نا صرف تمہاری برتھ ڈے یاد رکھی بلکہ اپنی طرف سے اچھا سا گفٹ بھی بھیجا۔ بجائے اس بات پر خوش ہونے کے تم الٹا خفا ہو رہی ہو۔"

"ہاں تو بندہ گفٹ دیتے ہوئے دوسرے کی پسند ہی پوچھ لیتا ہے۔" ایشال کو مزید تاؤ آیا۔

"اور دوسرے کو وہ محبت کیوں نہیں نظر آتی جس محبت و پیار سے گفٹ دیا گیا ہے۔ کم از کم اس کے بونس مارکس تو ملنے چاہئیں مجھے۔" جبران کے مسکراتے لہجے پر ایشال کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"مکھن لگانے پر نمبر کٹ بھی سکتے ہیں۔"

"یہ ممکن نہیں مسز جبران! یہ محبت ہے۔ چلو ایسا کرتے ہیں تم اپنی پسند بتا دو، اگلی مرتبہ تمہاری پسند کا پورا خیال رکھوں گا۔" جبران نے اسے راضی کرنے کے لیے مصلحت کی راہ اپنائی۔ اس کے پوچھنے پر ایشال خوش ہو گئی۔

"ہوں... ہینڈ بیگ ایم کے اور نیکسٹ کے اچھے ہوتے ہیں اور پرفیومز میں ہوپ اور آبسیشن نائٹ مجھے بہت پسند ہے۔"

"آبسیشن نائٹ ہے تمہارے پاس..." جبران کے سوال پر ایشال کا منہ بن گیا۔

"ہے تو نہیں، مگر پسند ہے بہت... سونیا استعمال کرتی ہے، اف کیا خوشبو ہے اس کی..." جبران نے گہرا سانس لیا۔ اب اس کی سمجھ میں آیا تھا۔ وہ واحد خرابی جو اس کے گفٹس میں تھی، وہ ان کا برانڈڈ نہ ہونا تھا۔ جس کے باعث ایشال کو بے کار اور لو اسٹینڈرڈ لگ رہے تھے۔

"اس سب کے لیے پانچ چھ سال انتظار کر لو... تب بھی اگر تمہارا شوہر لینڈ لارڈ بن گیا، پھر ہی ممکن ہو سکتا ہے کہ گھر میں پانی تک برانڈڈ آئے۔" جبران نے شرارتی انداز میں کہا۔

"مذاق ہی اڑانا ہے تو... میں فون بند کر رہی ہوں۔"

"مذاق کب اڑا رہا ہوں۔ الٹا میں تو معلومات حاصل کرنا چاہ رہا تھا۔ مستقبل میں کام آسکتی ہیں۔ کیا پتا حالات کا پانی بھی برانڈڈ ہونا صحت کے لیے مفید ثابت ہو... کیا نام تھا تمہارے ان برانڈز کا وہ گل خان ٹائپ کے..." جبران پر اس کی فون بند کرنے والی دھمکی کا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔ تب ہی اس کے چڑنے سے حظ اٹھا رہا تھا۔

"بہت فضول ہو تم... مجھے بات ہی نہیں کرنی تم سے..." ایشال نے کال کاٹ کر موبائل بیڈ پر پٹخا تھا۔ دوسری طرف جبران آوازیں دیتا رہ گیا تھا۔ اب جبران پھر سے نمبر ملا رہا تھا۔ تھکن سے اس کا برا حال تھا۔ مگر ایشال کو ناراض کر کے وہ سونا نہیں چاہتا تھا۔

☆ ☆ ☆

"آئے کیوں نہیں اتنے دنوں سے..." ہفتے بعد احمر کی شکل دیکھنے کو ملی تو ایشال بے اختیار پوچھ بیٹھی۔ آج بھی وہ پھوپھو کے کام سے آیا تھا۔

"بس مصروف تھا۔" احمر سامنے صوفے پر بیٹھا قالین پہ بنے نقش و نگار کو دیکھ رہا تھا۔

"احمر اس دن کے لیے ایم سوری۔ میں جانتی ہوں تمہیں برا لگا ہے، مگر سحر کا یہ مطلب نہیں تھا وہ تو..." ایشال نے بات تو شروع کر دی، لیکن سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیسے بات سنبھالے۔

"وہ مجھے پسند نہیں کرتی۔" احمر نے اس کی بات کاٹی۔ احمر کا انداز ہی ایسا تھا کہ ایشال گڑبڑائی اور تھوک نگلتے ہوئے بولی۔ "ایسی بات نہیں ہے... اس نے تمہیں نہیں تمہاری حرکت کو ناپسند کیا ہے، بلکہ وہ تو بڑی شرمندہ ہو رہی تھی تمہارے اس طرح سے جانے

پہ..... "احمر تھوڑا آگے ہوا چہرے پر چمک آگئی تھی۔ پہلے والی بجھی بجھی سی کیفیت ماند پڑی تھی۔

"کیا کہہ رہی تھی؟" ایشال مزید سٹپٹائی۔ "شرمندہ ہو رہی تھی اپنے الفاظ پر کہہ رہی تھی کتنا ہرٹ ہوا ہوگا احمر....."

"اور....." احمر کے پُرشوق تاثرات دیکھ کر ایشال نے خود کو مزید جھوٹ بولنے سے روکا۔

"اسے چھوڑو، تم اسے تاڑنے کے بجائے ہمت کرکے پھوپھو سے بات کرو.... ویسے بھی سحر کو تمہارا یوں جذبے لٹاتی نظروں سے دیکھنا سخت ناپسند ہے۔ اس لیے اس سے ہرگز کچھ مت کہنا پروپوز کر بھی دو گے تب بھی وہ یہی کہے گی کہ رشتہ بھیجو....." ایشال کے لتاڑنے پر احمر شرمندہ ہوا۔

"پتا نہیں امی کیسے ری ایکٹ کریں.... جبران سے بات ہوئی تھی، وہی بات کرے گا امی سے....."

"ہاں جی ہیرو کا رول وہی تو ادا کریں گے۔" ایشال نے دل میں سوچا، پھر احمر کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"اچھی بات ہے، چلو میں ذرا سالن دیکھ لوں، دم پر رکھ کر آئی تھی۔" ایشال اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

"امی کدھر رہ گئیں۔"

"وہ کڑھائی والی چادر ہی ڈھونڈ رہی ہوں گی جو پھوپھو کو چاہیے تھی۔ دیکھ لو کمرے میں جاکر....." ایشال کچن میں چلی گئی۔ احمر بھی سر ہلاتا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

☆ ☆ ☆

"بڑے اچھے وقت پر آئی ہیں پھوپھو آپ.... شاپنگ دکھاتی ہوں، آج ہی کرکے آئی ہوں۔" ایشال پھوپھو سے کہہ کر کمرے سے شاپرز اٹھا لائی۔ سحر بھی اس کی مدد کی خاطر ساتھ ہولی تھی۔ کچھ شاپر اس نے لاکر میز پر رکھے۔

"ارے کیا کیا لے آئیں۔" شاپرز کا ڈھیر دیکھ کر پھوپھو نے پوچھا۔

"بہت سی چیزیں لائی ہوں۔ تنخواہ ملی تھی تو میں نے سوچا کچھ چیزیں لے لوں۔ کپڑے، جوتے، بیگ، پرفیومز اور چھوٹی موٹی چیزیں ضرورت کی۔" ایشال نے کپڑوں والے شاپر کھولتے ہوئے کہا۔

"ایشال پہلے چائے بنا لو.... پھر دکھاتی رہنا، ابھی تو آئی ہیں آپا۔" ساجدہ بیگم نے مداخلت کی، انہیں پہلے ہی ایشال کی لاپروائی پر تاؤ آرہا تھا۔

"سحر پلیز.... تم چائے بنا دو۔ میں پھوپھو کو شاپنگ دکھاتی ہوں۔" ایشال نے جھٹ سے سحر کو آگے کردیا۔ ایشال کے بہانے بازیوں سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔ لہٰذا چپ چاپ چائے بنانے کے لیے اٹھ گئی۔ جب تک سحر چائے کے ساتھ لوازمات لے کر آئی۔ ایشال سب چیزیں دکھانے کے ساتھ ساتھ ان کی قیمتیں بھی پھوپھو کے گوش گزار کرچکی تھی۔ اس کی اتنی مہنگی شاپنگ پر پھوپھو کے چہرے کے زاویے بگڑے ہوئے تھے۔ جبکہ ساجدہ بیگم لاؤنج میں نہیں تھیں۔

"بیٹا! اتنی مہنگی خریداری کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"تھوڑی مہنگی ہیں، مگر دیکھیں ساری چیزیں برانڈڈ ہیں.... اچھی کوالٹی کی....." ایشال نے کہتے ہوئے پرفیوم کو کوئی چوتھی بار سونگھا۔ پہلی مرتبہ وہ یہ پرفیوم خرید کر لائی تھی۔

"کچھ بچایا بھی ہے یا ساری تنخواہ لگادی۔"

"آنٹی چائے لیں۔" سحر نے ان کے بگڑے موڈ کو دیکھ کر چائے کی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ ساتھ ہی بسکٹ اور باقی لوازمات بھی ان کے آگے رکھے۔

"کہاں..... یہی تو افسوس ہے وہ آٹھ ہزار والا سوٹ پہلے نظر آجاتا تو لے لیتی، آخر میں پیسے ہی نہیں بچے۔" ایشال کے بے نیازی سے کہنے پر پھوپھو کا چائے کی طرف جاتا ہاتھ رک گیا۔ ایشال کی ساری توجہ چیزیں سمیٹنے میں تھی۔ سحر نے ایک بار پھر انہیں چائے کی طرف متوجہ کیا۔ پھوپھو گہرا سانس لیتے ہوئے اس کی طرف مڑیں۔

"بس رہنے دو..... کسی چیز کا دل نہیں چاہ رہا۔ چائے

ہی کافی ہے۔" ہاتھ سے باقی چیزیں پیچھے کھسکائیں۔

"خالہ آئیں چائے پی لیں۔" کمرے سے ساجدہ بیگم کو نکلتا دیکھ کر سحر نے فوراً" کہا۔ پھوپھو کے بگڑے موڈ سے وہ پریشان ہو گئی تھی۔ "سحر تم نے بھی کچھ لیا۔" ساجدہ بیگم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے چائے کا کپ اٹھایا۔

"جی خالہ 'امی' ابو کے لیے سوٹ لیے ہیں اور اپنے لیے ہینڈ بیگ....." سحر نے قریبی صوفے پر رکھے شاپر کھول کر دکھائے۔

"میں نے اتنا کہا کوئی جوڑا لے لو..... اتنی اچھی کلیکشن آئی ہوئی ہے آج کل..... مگر یہ انتہائی کنجوس ہے۔" ایشال کمرے میں سامان رکھ کر آئی تھی اور آتے ہی شروع ہو گئی۔

"کنجوسی کی بات نہیں ہے 'ابھی تو امی نے سیزن کے سوٹ بنوا کر دیے تھے۔ جب ضرورت ہو گی لے لوں گی۔" سحر نے سادگی سے وضاحت کی۔

"کیا ہی اچھا ہو ایشال کی عقل میں بھی یہ بات آجائے۔" ساجدہ بیگم نے گہرا سانس لیتے ہوئے ایشال کو دیکھا جو مزے سے نمکو کھانے میں مصروف تھی۔ انہیں اب پھوپھو کے جانے کا انتظار تھا۔ تاکہ ایشال کی کلاس لے سکیں۔ نند کے تیور بھی انہیں کچھ اچھے محسوس نہیں ہو رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

آج پھوپھو کے ہاں انکل کے دوست اور ان کی فیملی دعوت پر مدعو تھے۔ صبح سے پھوپھو کی طبیعت ناساز تھی۔ دعوت بھی کینسل نہیں کی جا سکتی تھی۔ ساجدہ بیگم کو جیسے ہی پھوپھو کا فون آیا فوراً" ایشال کو بھیجنے کا کہہ دیا۔ ایشال نے بہانے بنانے کی بہت کوشش کی 'مگر وہ کچھ سننے کے موڈ میں نہیں تھیں۔ مجبوراً" ایشال پھوپھو کی طرف آگئی۔ ساتھ سحر کو بھی گھسیٹ لائی۔ یہاں آکر اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ وہ ابھی اتنی ماہر نہیں ہوئی تھی کہ بیس افراد کا کھانا تیار کر سکتی۔ ساتھ ہی تاؤ آرہا تھا۔ اچھا بھلا پھوپھو کسی اچھے سے ریسٹورنٹ کا پوچھ رہی تھیں۔ کھانا منگوانے کے لیے' مگر امی نے زبردستی اسے بھیج دیا کہ زیادہ سے زیادہ چھ سات لوگ ہوں گے۔ باہر سے کیا منگوانا۔ اصل تعداد تو یہاں پہنچ کر معلوم ہوئی تھی۔

سحر کا ساتھ غنیمت تھا۔ وہ کھانا بھی اچھا بنا لیتی تھی اور اپنے گھر کی دعوتوں میں سارا اہتمام وہ اور خالہ مل کر کرتی تھیں۔

"جلدی ہاتھ چلاؤ' کہیں وہ لوگ آ ہی نہ جائیں' انہیں اٹینڈ بھی تو کرنا پڑے گا۔ کولڈ ڈرنکس سرو کرنی ہوں گی۔" سحر نے مصروف انداز میں ایشال سے کہا' وہ خود سلاد بنا رہی تھی۔ ساتھ آہستہ آنچ پر رکھی کھیر میں چمچہ بھی چلا رہی تھی۔

"کر تو رہی ہوں..... اتنا زیادہ بنانے کا پہلا تجربہ ہے میرا' پتا نہیں کیسا بنے۔" ایشال کے لہجے میں بے چارگی تھی۔

"خیر سے مٹن کڑاہی بن رہی ہے یا پائے پک رہے ہیں۔" سحر نے دائیں طرف والی شیلف پر جھانکا' جہاں ایشال اپنی عادت کے مطابق چیزیں پھیلا چکی تھی۔ سحر نے گہرا سانس لیا' جانتی تھی وہ پھیلاوا بھی اسے ہی سمیٹنا تھا۔

"مٹن کڑاہی بنانے کی کیا تک بنتی ہے۔ اس سے اچھا تھا چکن کڑاہی بنا لیتی' جلدی تو بنتی۔" ایشال کو رہ رہ کر غصہ آرہا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا کچن سے بھاگ جائے۔ اتنی گرمی میں کچن میں کھڑے ہونا امتحان سے کم نہیں تھا۔

"چکن کا مغلائی قورمہ جو بنایا ہے۔" ایشال کچھ اور بھی کہنے والی تھی 'مگر پھوپھو کو آتے دیکھ کر خاموش ہی رہی۔

"بیٹا کتنا کام رہ گیا۔"

"ارے آنٹی آپ کیوں آگئیں' آپ آرام کریں' سب ہو جائے گا۔ بس کچھ دیر میں تیار ہو گا سب۔" سحر بھی انہیں دیکھ چکی تھی' فوراً" بولی۔

"بس بیٹا! اب جا کر جسم کا درد کم ہوا ہے..... جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ اٹھنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ اب

دوا کا کچھ اثر ہوا ہے۔" پھوپھو نے بولتے ہوئے ایک طائرانہ نظر کچن پر ڈالی۔ سحر چونکہ ان کے سامنے والی شیلف کے پاس کام کر رہی تھی' اس لیے پہلی نظر اس پر پڑی تھی۔ مگر ایشال کے پھیلاوے پر ان کی نظر ابھی پڑی تھی۔

"پھوپھو مٹن کڑاہی تیار ہونے والی ہے۔" پھوپھو کو اپنی طرف دیکھتا پا کر ایشال نے انہیں مطمئن کرنا چاہا۔

"کیا' کیا بنا لیا۔" ایشال نے گڑبڑا کر سحر کو دیکھا' کیونکہ باقی چیزیں تو اسی نے بنائی تھیں۔ ایشال کو تو مٹن کے ساتھ ہی اتنا ٹائم لگ گیا تھا۔

"آنٹی مغلائی قورمہ اور پلاؤ تیار ہے۔ سلاد اور کھیر بھی بس تیار ہونے والے ہیں۔ ٹرائفل شروع میں بنا کر فریج میں رکھ دیا تھا۔ اب کباب فرائی کرنے ہیں اور ٹیبل سیٹ کرنا ہے۔" سحر کی بات سن کر پھوپھو کچھ مطمئن ہوئیں۔ ورنہ ایشال کو کام کرتا دیکھ کر وہ خاصی فکرمند ہو گئی تھیں۔ کچھ دیر وہ دونوں کو ناقدانہ نگاہوں سے دیکھتی رہیں۔ سحر کافی سلیقے سے کام کر رہی تھی۔ جبکہ اس کے مقابلے میں ایشال نے ہر چیز الٹ پلٹ کر کے رکھ دی تھی۔

☆ ☆ ☆

"آنٹی کیا حال ہے آپ کا..." سحر نے ان کا حال چال پوچھا۔ خریداری کرتے ہوئے اچانک ہی اس کی نظر ان پر پڑی تھی۔

"اللہ کا شکر ہے۔ تم اکیلی آئی ہو۔" پھوپھو نے اسے تنہا دیکھ کر دریافت کیا۔

"امی ساتھ ہیں' گھر کا سودا خرید رہی ہیں۔" سحر کے کہتے ہی بائیں طرف سے مسرت ان کی طرف آئیں۔ بہن کی نند کو دیکھ کر ہمیشہ کی طرح خوش اخلاقی سے ملیں۔ سحر کو حیرت ہوئی' آج تو پھوپھو بھی خوش دلی کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔ جبکہ پہلے تو صرف سلام دعا کی حد تک تعلق تھا۔ سحر خاموشی سے دونوں کو باتیں کرتا دیکھ رہی تھی۔ بات گھوم پھر کر اس دن کی دعوت پر آ گئی۔

"سحر کے ہاتھ میں بہت ذائقہ ہے۔ سب ہی تعریف کر رہے تھے کھانے کی۔ تمہارے انکل کو مغلائی قورمہ بے حد پسند آیا۔" پھوپھو کے ستائشی انداز پر سحر مسکرائی۔

"شکریہ آنٹی... میں انکل کے لیے ضرور بنا کر بھیجوں گی۔"

"کوکنگ کا سحر کو ہمیشہ سے شوق ہے' بس اسی لیے ہر وقت گھسی رہتی ہے نئی سے نئی چیزیں بنانے کے لیے..." مسرت کی بات پر پھوپھو مسکرائیں۔ "ماشاء اللہ..."

"امی! میں جیم اور انڈے لے کر آتی ہوں۔" سحر انہیں بتا کر دوسرے سیکشن کی طرف چلی گئی۔

"بیٹیوں سے ہی گھر میں رونق ہوتی ہے۔ بڑا سہارا ہوتا ہے بیٹی کا۔" انہیں ہمیشہ بیٹی نہ ہونے کا ملال رہا تھا۔ مسرت نے تائید میں سر ہلایا۔

"صحیح کہہ رہی ہیں... اللہ کا شکر ہے ایک ہی بیٹی دی' مگر نیک اور احساس کرنے والی... پھر آج کل بیٹا' بیٹی ایک برابر ہیں۔ فرحان تو ابھی چھوٹا' پھر ہاسٹل میں ہوتا ہے۔ دوسرے شہر سے آنا جانا بھی کم ہی ہوتا ہے... ایسے میں سحر ہی ہے جو ہر بات کا احساس کرتی ہے۔ جب سے نوکری کی ہے تنخواہ لا کر میرے ہاتھ پر رکھ دیتی ہے کہ آپ کا اور ابو کا اس پر سب سے زیادہ حق ہے... پر فہیم کہتے ہیں اپنے پاس رکھو' کل کو ہمارے یا تمہارے ہی کام آئیں گے۔" مسرت کے لہجے میں بیٹی کے لیے فخر تھا۔

"اللہ سب کو نیک اور فرماں بردار اولاد دے۔ میں چلتی ہوں' احمر آ گیا ہو گا۔ تم چکر لگانا کسی دن..." پھوپھو نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ضرور آپ بھی آیئے گا۔" دونوں الوداعی کلمات کہتی اپنے اپنے راستے چل دیں۔

☆ ☆ ☆

ایشال کافی دیر سے کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ ساجدہ بیگم نے سبزی کاٹتے ہوئے حیرت سے اپنی

چھوٹی اولاد کو دیکھا جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھی تھی۔ کچھ دیر اس کے بولنے کا انتظار کیا، جب رہا نہ گیا تو پوچھ بیٹھیں۔

"خیر تو ہے، کیا سوچ رہی ہو۔" ان کے پوچھنے پر ایشال چونک کر سیدھی ہوئی۔

"امی! کل رات شادی کے فنکشن میں پھوپھو کچھ اکھڑی اکھڑی سی لگیں۔ آخر میں بھی ملے بغیر ہی چلی گئیں۔ ایسا کبھی ہوا نہیں پہلے۔" ایشال الجھن کا شکار تھی۔

"ہوں... محسوس تو مجھے بھی ہوا کھنچی کھنچی سی تھیں۔"

"پر وجہ کیا ہو سکتی ہے۔"

"کتنی بار تم سے کہا کہ اپنے آپ کو بدلو، یہ بچپنا، بے ڈھنگا انداز، ہر چیز کے لیے مچل جانا، یہ سب ٹھیک نہیں، پر نہ جی ماں کی بات ماننی ہی نہیں ہے۔ یہی وجوہات ہوں گی آپا کی ناراضی کی۔ اس دن جب گھر آئی تھیں تمہاری وہ فضول خرچی دیکھ کر خوش ہو کر نہیں گئی تھیں۔ مگر تم اپنی ہی دھن میں رہتی ہو۔ آگے پیچھے دیکھو تب نا۔" امی نے اسے ٹھیک ٹھاک سنا دیں۔

"میری تنخواہ تھی، میری مرضی، جہاں چاہے خرچ کروں۔" ایشال چیخی تھی۔

"خرچ کرنے کا بھی سلیقہ ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ جہاں مرضی اڑا دیے۔ اپنی حیثیت کے مطابق ہی خرچ کرنا چاہیے۔" ساجدہ بیگم نے افسوس سے ایشال کو دیکھا جو خفا سی اٹھ گئی تھی۔ وہ گہرا سانس لیتی پھر سے سبزی کی طرف متوجہ ہوئیں۔ جانتی تھیں ایشال کو سمجھانا مشکل تھا جو دل میں آتا وہی کرتی۔

اتوار کی چھٹی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایشال پھوپھو کی طرف آگئی تھی۔ احمر سے دروازے پر ہی ملاقات ہو گئی۔ اس کا دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ کا پروگرام تھا۔ پھوپھو کو ڈھونڈتی ہوئی وہ اندرونی حصے کی طرف آگئی۔ لاؤنج میں خاموشی تھی۔ کچن سے ہوتی ہوئی وہ کمروں کی طرف بڑھی۔ انکل اور پھوپھو کی باتوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ "یقیناً" دونوں وہیں تھے۔ ایشال نے دروازے پر دستک دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا، لیکن اپنا نام سن کر ٹھٹک گئی۔

"سچ پوچھیں تو میں ایشال کو بہو بنا کر پچھتا رہی ہوں۔ بچپنا نہیں گیا اس کا اور سلیقہ تو کسی چیز کا ہی نہیں۔ دعوت والے دن بھی ایک سالن بنانے میں اتنا وقت لگا دیا۔ چیزیں الگ پھیلا دیں۔" پھوپھو کی آواز میں ناگواری تھی جو ایشال کو ان کی شکل دیکھے بغیر بھی محسوس ہوئی۔

"چلیں خیر ہے، ابھی تو سیکھ رہی ہے، آہستہ آہستہ کر لے گی سب۔" انکل نے جواب دیا۔

"اتنے مہینوں سے سن رہے ہیں سیکھ رہی ہے اور پھر کام کرنے کا کوئی طریقہ ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ سر سے اتار پھینکا۔ بنایا بھی گزارے لائق ہی تھا۔ دوسری بچی بھی تو تھی۔ اتنے سلیقے سے سب کر رہی تھی۔ وہ نہ ہوتی تو کچھ بھی تیار نہ ہو پاتا۔ کھانا تھا بھی بہت مزے دار، سب ہی تعریف کر رہے تھے اور پھر صرف یہی وجہ نہیں ہے ایشال سے متنفر ہونے کی۔ مجھے نہیں لگتا وہ سمجھ داری سے گھر چلا پائے گی۔ انتہا کی فضول خرچ ہے۔ اپنی تنخواہ ایک دن میں اڑا آئی۔ میاں کی کمائی کا پتا نہیں۔ کیا حال کرے گی۔

سحر مجھے بہت اچھی لگی۔ خاصی سمجھ دار ہے ایشال کے مقابلے میں۔ میں صحیح معنوں میں اس سے متاثر ہوئی ہوں۔ مسرت نے بڑی اچھی تربیت کی ہے بیٹی کی۔" پھوپھو، سحر کی تعریف میں کچھ اور بھی کہہ رہی تھیں۔ ایشال اتنا کچھ سن چکی تھی کہ اور سننے کا حوصلہ نہیں تھا۔ بجھے چہرے کے ساتھ وہ واپس مڑ گئی۔

"کیا ہو گیا ہے بیگم... مت بھولیں کہ ایشال آپ کی بھتیجی پہلے ہے، باقی رشتے بعد میں آتے ہیں۔ کل تک یہی بچپنا آپ کو بھاتا تھا جو آج آپ کی نظروں میں کھٹک رہا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ رشتہ جبران کی پسند سے جوڑا گیا ہے۔ اس طرح کی باتیں کر کے اپنا اور بیٹے کا دل میلا نہ کریں۔ ساری زندگی بھائی بھابھی نے

میکے کا مان دیا ہے آپ کو..... ایشال کو بہو نہیں، بیٹی سمجھیں۔" شوہر کے تحمل سے سمجھانے پر وہ شرمندہ ہوئیں۔ بیٹے کی خواہش پر بڑے مان سے انہوں نے بھائی کے سامنے دست سوال دراز کیا تھا۔ ایشال کو بیٹی بنانے کا دعویٰ کیا تھا۔ کل تک ایشال انہیں بے حد عزیز تھی، مگر اس کی چند خامیوں نے انہیں ساس بننے پر مجبور کر دیا تھا۔

"ہوں ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ....." ان کے لہجے میں شرمساری تھی۔

"اور یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ آپ سے سب سیکھ لے گی۔ وقت کے ساتھ سمجھ بھی آجاتی ہے اور پھر ماشاء اللہ جبران بہت سمجھ دار ہے۔ آپ خواہ مخواہ فکر مند ہو رہی ہیں۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں کہہ کر مسکرائے تھے۔

"میں چاہ رہی ہوں احمر کا رشتہ لے جاؤں سحر کے لیے..... آپ کی کیا رائے ہے؟"

"نیک کام میں دیر کیسی، گھر کی بچی ہے..... احمر سے پوچھ لیں۔ راضی ہوتا ہے تو بخوشی لے جائیے۔" انہیں اخبار اٹھاتا دیکھ کر پھوپھو چائے کے خالی کپ اٹھا کر کمرے سے چلی گئیں۔ ابھی کھانے کی تیاری کرنی تھی۔

☆ ☆ ☆

"زبردست خبر لایا ہوں تمہارے لیے....." ایشال نے سوالیہ نظروں سے احمر کو دیکھا۔ "امی کہاں ہیں۔" احمر نے کچن میں جھانکا۔

"نماز پڑھ رہی ہیں۔ تم بتاؤ خبر کیا ہے۔"

"گیس کرو.....؟" احمر کے لبوں پر خوب صورت مسکراہٹ تھی۔

"رہنے دو پہلے ہی ڈھنگ سے کچھ ہوتا نہیں۔ گیس کیا لگاؤں گی۔ تم بتاؤ۔" اپنی خوشی میں احمر اس کے لہجے میں چھپی افسردگی محسوس نہ کر سکا۔

"امی! سحر کے لیے میرا رشتہ لے کر جانا چاہتی ہیں۔" خوشی سے احمر کا چہرہ چمک رہا تھا۔ ایشال کو خاموش دیکھ کر بولا۔

"حیرت ہو رہی ہے نا..... مجھے بھی ہوئی تھی، بلکہ سمجھو سکتہ ہی ہو گیا تھا۔ امی نے خود مجھ سے کہا۔ تعریفیں کیے جا رہی تھیں سحر کی۔ میری خاموشی پر سمجھیں شاید میں منع کرنا چاہتا ہوں۔ انہیں کیا معلوم میں تو تیار بیٹھا ہوں۔ دلی خواہش پوری ہو رہی ہے۔ سوچ لیا تھا اگر سحر نہیں تو کوئی اور بھی میری زندگی میں شامل نہیں ہو سکتی۔ ارادہ کر لیا تھا اس کے لیے جنگ بھی لڑنی پڑی تو لڑ لوں گا۔"

"سحر مجھے بہت اچھی لگی۔ خاصی سمجھ دار ہے ایشال کے مقابلے میں، صحیح معنوں میں اس سے متاثر ہوئی ہوں۔ اتنے سلیقے سے سب کر رہی تھی وہ نہ ہوتی تو کچھ بھی تیار نہ ہوتا۔" پھوپھو کی آواز اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

"سکتہ تو نہیں ہو گیا..... کچھ بولو....." احمر نے اسے خاموش دیکھ کر اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ ہلایا۔

"احمر تم انکار کر دو۔ منع کر دو پھوپھو کو رشتہ لے جانے سے....." احمر نے حیرت سے ایشال کو دیکھا۔ وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظریں نیچے تھیں۔

"کیوں....." احمر نے تھوک نگلا۔

"سحر کسی اور کو پسند کرتی ہے۔ وہ رشتہ لانے والا ہے، جلد ہی ان کی منگنی ہو جائے گی۔ تم سحر کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔"

"تم مذاق کر رہی ہو نا؟" بمشکل احمر کے منہ سے الفاظ نکلے۔

"نہیں، یہ مذاق نہیں ہے، حقیقت ہے۔"

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ پہلے تو ایسی کوئی بات نہیں کی تم نے....." احمر کے لیے یقین کرنا مشکل تھا کچھ دیر پہلے جو چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا وہ اب تاریک ہو چکا تھا۔

"مجھے بھی چند دن پہلے ہی پتا چلا ہے۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیسے بتاؤں۔" ایشال گڑبڑائی۔ احمر نے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے، جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو، پھر لمبے

لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ ایشال ابھی تک اسی جگہ نظریں مرکوز کیے بیٹھی تھی جہاں سے وہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"کہاں ہوتی ہو۔ اتنے سارے دن ہو گئے بات ہی نہیں ہو پائی۔ کل بھی کال کر رہا تھا... تم نے پک نہیں کی، میسج ہی کر دیتیں۔" جبران نے شکوہ کیا۔

"ہوں، بس ایسے ہی مصروف تھی۔" ایشال نے تکیے سے ٹیک لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"واہ جی! اس قدر بے نیازی... مسز صاحبہ میں ادھر آپ کی آواز سننے کو بے تاب و بے قرار اپنے دل پر جبر کرتے ہوئے انتظار کر رہا تھا اور یہاں کوئی پروا ہی نہیں، صحیح کہتے ہیں آج کے دور میں محبت بھرے دلوں کی کوئی قدر ہی نہیں رہی۔" جبران نے شرارتی لہجے میں اسے چھیڑا تھا۔

"قدر تو واقعی نہیں ہے، نہ چیزوں کی، نہ انسانوں کی۔" ایشال نے گہرا سانس لیا۔

"کیا ہوا، تم اداس ہو... سب ٹھیک ہے نا۔ کوئی بات ہے تو بتاؤ مجھے۔" جبران کے لہجے میں تشویش تھی۔ وہ اس کے مزاج کے سب ہی موسموں سے واقف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی آواز میں چھپی افسردگی کو اس نے فوراً بھانپ لیا۔ ایشال گڑبڑائی۔

"نہیں، بس ایسے ہی دل خفا سا ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آپ کا دل افسردگی کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ کچھ بھی کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ بس آج یہی کیفیت ہے۔" ایشال کے سنجیدگی سے کہے گئے الفاظ پر جبران ٹھٹکا۔

"خیریت... ایسی کیا بات ہوئی ہے جو اس قدر ثقیل گفتگو کرنے کی نوبت آگئی۔ کوئی بات ہوئی ہے۔"

"بتایا تو ہے دو تین دنوں سے دل اداس ہے اور کچھ نہیں۔ ایک بات پوچھوں جبران...؟"

"پل پل حیران کر رہی ہو آج بھلا تمہیں اجازت کی ضرورت کب سے پڑی، وہ بھی مجھ سے بات کرنے کے لیے۔" جبران حیران ہوا۔

"تم کبھی مجھ سے بدگمان تو نہیں ہو گے، وجہ کوئی بھی ہو۔" ایشال نے جھجکتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کم آن ایشال، کیا ہو گیا ہے۔ ہوں اب سمجھا۔ ضرور کوئی ٹریجک ڈراما دیکھ لیا ہے۔ تب ہی ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔"

"جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔" ایشال بگڑی۔

"تم میری پہلی اور آخری محبت ہو... تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں تم سے کبھی بدگمان ہو سکتا ہوں۔ یہ سب ڈائیلاگز ڈرامے کی ہیروئن سننا چاہ رہی ہو گی۔ ویسے ہیرو نے یہ بولے یا نہیں۔" جبران نے شرارتی انداز میں کہا۔

"ظاہر ہے تمہارے جیسا بدذوق نہیں ہوتا ہر کوئی..."

"کاش کہ اس وقت میں تمہیں دیکھ سکتا تپے ہوئے چہرے کے ساتھ تو اور بھی حسین لگتی ہو۔" جبران کے خوب صورت انداز پر ایشال کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ آگئی۔

"تم چاہتے ہو میرا موڈ خراب رہے۔ غصے سے جلی بھنی رہوں۔" ایشال اب خود کو فریش محسوس کر رہی تھی۔ اتنے دنوں کی افسردگی ختم ہو گئی تھی۔

"بھئی اب خوب صورت مناظر دیکھنے کے لیے تو ایسی حرکتیں کرنی پڑتی ہیں۔" جبران محظوظ ہوا۔

"ابو سے بات ہوئی، وہ پوچھ رہے تھے۔" ایشال کو یاد آیا۔

"ہوں ہوئی تھی۔ اچھا وہ احمر آیا تھا۔ میں اسے کب سے ٹرائی کر رہا ہوں، فون بند ہے اس کا۔ امی سے بات ہوئی تو کہہ رہی تھیں صبح سے غائب ہے، بس ایک میسج کر دیا تھا کہ لیٹ آؤں گا۔" جبران کی بات سن کر ایشال کے چہرے کے تاثرات تیزی سے بدلے تھے۔ بولی تو آواز پست تھی۔

"صبح آیا تھا تھوڑی دیر کے لیے..." جبران شاید کچھ اور بھی کہہ رہا تھا، مگر ایشال کی آنکھوں کے سامنے صبح والا منظر تازہ ہو گیا تھا۔ احمر کے چہرے کی چمک اس

کی خوشی سے جگر جگر کرتی آنکھیں، بدلتے تاثرات، چہرے کی تاریکی۔ ایشال نے اپنی سوچوں کو جھٹک کر جبران کو سننے کی کوشش کی۔

☆ ☆ ☆

جب سے آئی تھی پھوپھو کا خراب موڈ نوٹ کر رہی تھی۔ ”کیا ہوا پھوپھو کوئی بات ہوئی ہے۔ آپ پریشان سی لگ رہی ہیں۔“ ایشال نے جھجکتے ہوئے پوچھ ہی لیا۔ پھوپھو گہرا سانس لیتے ہوئے بولیں۔

”بس کیا بتاؤں۔ احمر نے پریشان کر رکھا ہے۔ رشتہ لے کر جا رہی تھی سحر کے لیے، مان بھی گیا تھا۔ پھر اللہ جانے دل میں کیا سمائی صاف منع کر دیا کہ نہ جائیں نہیں پر بھی، کوئی شادی وادی نہیں کرنی مجھے۔ مان لی اس کی بات، نہیں لے کر گئی رشتہ، پھر بھی منہ پھلائے پھر رہا ہے، اتنے دنوں سے گھر میں بھی نہیں ٹکتا۔ عجیب اولاد ہے آج کل کی، کسی حال میں خوش نہیں ہوتی۔“ پھوپھو اپنے دل کی بھڑاس نکال کر ہنڈیا دیکھنے کے لیے اٹھ گئیں۔ ایشال انہیں اپنے جانے کا بتا کر بوجھل دل لیے واپس چلی آئی۔

☆ ☆ ☆

وہ کافی دیر سے دیکھ رہی تھی، امی کسی گہری سوچ میں تھیں۔ چہرے پر تفکرات کا جال سا تھا۔

”امی کیا سوچ رہی ہیں۔“ بالآخر ایشال نے پوچھ ہی لیا۔ امی اس کی طرف مڑیں۔

”تمہارے ابو کو کچھ رقم کی ضرورت ـــــ ہے۔ بس یہی سوچ سوچ کر پریشان ہوں کہ آخر رقم کا انتظام ہو گا کیسے۔ جو کمیٹی ڈالی تھی وہ بھی اس بار کسی اور کو مل گئی۔ مہینے کا آخر آنے والا ہے اور اس سے پہلے رقم کی ادائیگی کرنی ہے۔“ ایشال کو بھی پریشانی ہوئی۔ رات سے ابو بھی کچھ پریشان سے تھے۔ ان کی پریشانی کی وجہ اب سمجھ میں آ رہی تھی۔ رات جب وہ چائے دینے گئی تب وہ کسی رقم کی ادائیگی کی بات کر رہے تھے۔

”تمہارے پاس کتنی رقم ہو گی۔ کچھ ہی کم ہے۔ باقی کا انتظام تو تمہارے ابو نے کر لیا تھا۔ سیونگز کام آ گئیں۔“ انہوں نے خیال آنے پر پوچھا۔

”میرے پاس.....“

”ہاں وہ تمہاری تنخواہ جو آئی تھی۔“ امی کے چہرے پر امید تھی۔

”تنخواہ..... جی وہ تو شاپنگ کر لی تھی میں نے، اب تو ایک ہزار ہی بچا ہے۔“ ایشال کو شرمندگی محسوس ہوئی۔ آج اگر اس کے پاس پیسے ہوتے تو وہ امی، ابو کی پریشانی کو دور کر پاتی، مگر اس نے تو ایک ہی دن میں اپنی ساری تنخواہ شاپنگ میں لگا دی تھی۔

”اچھا! میں مسرت سے معلوم کرتی ہوں، اگر وہ مدد کر سکے..... بیس تیس ہزار تو شاید دے ہی سکے۔ اللہ مالک ہے، کچھ نہ کچھ ہو ہی جائے گا۔“ ساجدہ بیگم ٹھنڈی سانس بھرتی اٹھ گئیں۔

☆ ☆ ☆

”کیسا رہا ماموں کے گھر کا ٹرپ۔“ ایشال نے ابلتے ہوئے پانی میں پتی ڈالتے ہوئے پوچھا۔ سحر فریش سی کاؤنٹر پر بیٹھی بسکٹ کھا رہی تھی۔ ایشال کے پوچھنے پر تفصیل بتانے لگی۔

”بہت ہی اچھا۔ فرح اور فاریہ بھی آئی ہوئی تھیں ہوسٹل سے..... خوب گپیں لگائیں۔ روز رات کو ہم تینوں واک پر نکلتے تھے۔ ایک دن تو مامی بھی گئی تھیں۔ آئس کریم کھانے کے شوق میں..... اور فاریہ کی برتھ ڈے بھی تھی نا تو بڑے شان دار طریقے سے سیلیبریٹ کی ہم نے..... میں تو تمہیں بھی کہہ رہی تھی ساتھ چلو، سب پوچھ رہے تھے ایشال کیوں نہیں آئی۔“

”ہم دونوں ایک ساتھ اکیڈمی سے چھٹی بھی تو نہیں کر سکتے تھے۔ بس اسی لیے.....“

”اور یہ تمہیں ہوا کیا ہے۔“ سحر نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا۔

”کچھ نہیں، کیا ہونا ہے۔“ ایشال نے چائے کپ میں انڈیلی۔

”عجیب سی لگ رہی ہو۔ نہ آنکھوں میں چمک، نہ

چہرے پر رونق اور اس قدر سنجیدگی..... خیر تو ہے' کہیں جبران بھائی سے جھگڑا تو نہیں ہوا۔" سحر کے لہجے میں شرارت تھی۔

"نہیں تو..... " ایشال سٹپٹائی۔

"کوئی بات تو ہے۔" سحر الجھی۔

"کہہ تو رہی ہوں ایسی کوئی بات نہیں۔ وہم ہے تمہارا۔" ایشال چائے کے کپ اٹھا کر لاؤنج کی طرف چل پڑی۔

سحر بھی کندھے اچکاتی اس کے پیچھے ہولی۔

"اور تمہارے اس کزن کو کیا ہوا ہے۔ جب سے اس نے ہماری باتیں سنی تھیں نظریں جھکائے سلام کرتا ہوا چلا جاتا تھا' مگر آج راستے میں آمنا سامنا ہوا تو عجیب سا ہی لگا۔ بارہ بجے ہوئے تھے۔ پہلے کی طرح سلام بھی نہیں کیا۔ اجنبی نظروں سے دیکھ کر چلا گیا۔"

"پتا نہیں۔" ایشال نے نظریں چرائیں۔

"ایشال اس دن میں کچھ زیادہ تو نہیں بول گئی تھی۔ دکھی سا لگا مجھے وہ عجیب الزام دیتی ہوئی سی نظریں تھی یا شاید کچھ اور..... اداس تھا شاید۔" سحر نے پرسوچ انداز میں کہا۔

"تمہیں اس کی فکر کیوں ہو رہی ہے۔" ایشال نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے غور سے اسے دیکھا۔

"فکر نہیں ہو رہی' بس ایسے ہی خیال سا آیا کہ شاید میں کچھ زیادہ بول گئی تھی۔ چلو چھوڑو' امی نے تمہارے لیے گفٹ بھیجے ہیں وہ دکھاتی ہوں۔" سحر سر جھٹکتی ہوئی ایشال کے کمرے میں گئی جہاں وہ شاپر رکھ کر آئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"امی! انمرہ آپی کا فون تھا کہہ رہی تھیں جلد چکر لگائیں گی۔" ساجدہ بیگم نے محض سر ہلایا۔ وہ سالن کے لیے بھنڈی کاٹ رہی تھیں۔ ایشال نے ادھر ادھر دیکھا۔

"خالہ چلی گئیں؟"

"ہوں پریشان تھی۔ بس کیا کریں پریشانی تو ہر بندے کے ساتھ لگی رہتی ہے۔ مسئلے زندگی کے ساتھ ہی چلتے ہیں۔"

"کیسا مسئلہ؟" ایشال چونکی۔

"سحر کے رشتے کے لیے فکر مند ہے۔ کوئی مناسب رشتہ نہیں آرہا۔ ایک دو آئے ہیں مگر کوئی بھی تسلی بخش نہیں لگا۔ اللہ مقدر اچھے کرے اتنی اچھی بچی ہے کوئی نیک سبب ہو۔" ایشال چپ چاپ قریبی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"میرا بڑا دل تھا تمہاری پھپھو' احمر کے لیے مانگ لیتیں... گھر کا دیکھا بھالا بچہ ہے۔ اب تو خیر سے اچھی نوکری کر رہا ہے۔ اچھا جوڑ ہوتا۔ لیکن آپا اتنی پرانی بات دل سے لگا کر بیٹھی ہیں۔ مسرت کے ہاں تو کبھی نہیں کریں گی۔" ایشال کو دل کا بوجھ بڑھتا محسوس ہوا

"کیا کہہ سکتے ہیں۔ بس اللہ بہتر کرے۔" ساجدہ بیگم کی بات جاری تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ چکر لگاتے ہوئے مختلف شیلف کو دیکھتی اپنی مطلوبہ چیز تلاش کر رہی تھی۔ وہ پہلی بار اتنے بڑے سپر اسٹور میں آئی تھی۔ یہاں کھانے پینے کی چیزوں سے لے کر برتنوں اور ڈیکوریشن پیسز جیسی اشیاء کی بھی بہت زیادہ ورائٹی موجود تھی۔ نیا کھلا تھا اس لیے پہلے چکر نہ لگا تھا۔ آج بھی وہ درزی کو کپڑے دے کر آرہی تھی جب راستے میں بورڈ دیکھ کر اندر چلی آئی۔ دو مرتبہ گھوم پھر کر ایک ہی جگہ پہنچ گئی۔ ابھی وہ مڑی ہی تھی کہ بائیں طرف سے آتی آواز پر رک گئی۔ پیچھے ایک درمیانی عمر کی خاتون ـــــــــ نے اسے مخاطب کیا تھا۔

"آپ کچھ ڈھونڈ رہی ہیں' کیا میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں۔ اصل میں آپ دوسری دفعہ اس طرف آئیں تو لگا شاید آپ کو اپنا مطلوبہ کارنر ڈھونڈنے میں دشواری ہو رہی ہو۔" اس نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔

"جی مجھے بڑا ساس چاہیے وہی تلاش کررہی ہوں۔ آپ بتاسکتی ہیں وہ کارنر کس طرف ہے۔" سحر نے بھی جلدی سے اپنا مسئلہ بتایا پہلے ہی دیر ہورہی تھی مغرب ہوچکی تھی اور اندھیرا بڑھتا جارہا تھا۔ ایشال کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے اسے اکیلے ہی آنا پڑا۔

"آیئے میں لے چلتی ہوں۔" وہ خوش اخلاقی سے کہتی اپنی ٹرالی دھکیلنے لگی۔ سحر بھی اس کے پیچھے ہولی۔ سحر اس کے ساتھ چلتی رہی۔ اس کی تیز رفتاری سے تو یہی لگ رہا تھا کہ وہ یہاں آتی رہتی ہے۔ کافی آگے جاکر وہ رکی تھی۔

"یہاں پر بڑا ساس بھی مل جائے گا اور دوسری ساسز، مایونیز، چٹنیاں وغیرہ بھی۔"

"آپ کا بہت شکریہ۔" سحر اس کی مشکور ہوئی۔

"کوئی بات نہیں۔ یہاں پہلی بار آئی ہو۔"

"جی گزر رہی تھی تو سوچا بڑا ساس بھی لے لوں اور اندر سے دیکھ بھی لوں۔" سحر کو وہ خوش اخلاق سی خاتون بہت اچھی لگی تھیں۔ وہ سحر کے ساتھ مختلف سوسز دیکھتی رہیں پھر موبائل پر کسی سے بات کرنے لگیں۔ تو سحر تھوڑا آگے چلی گئی۔ بات ختم کرکے وہ سحر کے قریب آئیں۔

"سحر آپ ایک فیور دوگی مجھے۔" سحر نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔ "میں بل پے کرکے چیزیں وہاں رکھوا جاتی ہوں۔ تم آدھے گھنٹے بعد لے کر باہر آجانا میں تم سے دکان کے باہر سے لے لوں گی۔"

"مجھے پہلے ہی دیر ہورہی ہے۔ آپ رکھوا دیں کاؤنٹر کے پاس۔" سحر نے معذرت کی وہ لیٹ ہوچکی تھی اور تھی بھی اکیلی۔

"اصل میں میرے شوہر ساتھ والی دکان میں بلارہے ہیں وہاں سے ضروری کچھ لینا ہے دیر بھی ہورہی ہے۔ بیس منٹ تو میرے کاؤنٹر پر ہی لگ جائیں گے پھر وقت بھی کم ہے میں باہر تم سے لے لوں گی۔ ٹھیک آدھے گھنٹے بعد تم لے کر باہر آجانا۔ پلیز یہ چھوٹا سا فیور دے دو ہم تمہیں بھی ڈراپ کردیں گے۔" اس کے اسرار پر سحر نہ چاہتے ہوئے بھی رضا مند ہوگئی۔

"او کے بس لیٹ نہ کیجئے گا۔"

"فکر نہ کرو میں لیٹ نہیں ہوں گی تھینک یو سحر۔ وہ سامنے ہی کاؤنٹر ہے۔ میں تمہارا انہیں بتادیتی ہوں۔" وہ خوش ہوتی ہوئی کاؤنٹر کی طرف چلی گئی جہاں بل ادا کرنا تھا۔ سحر بڑا ساس تو لے چکی تھی۔ اب مجبوراً "چٹنیاں وغیرہ دیکھنے لگی۔ ساتھ زوبیہ پر نظر ڈال لیتی جو کاؤنٹر پر کھڑی تھی اور مسکرا کر اس پر بھی نظر ڈال لیتی تھی۔ پھر وہ کاؤنٹر والے بندے سے بات کرتی رہی پھر اس کی طرف اشارہ بھی کیا۔ کاؤنٹر والے کے دیکھنے پر سحر نے بھی زوبیہ کو اوکے کا اشارہ کیا۔ کچھ دیر بعد سیلز گرل اس کے پاس آئی۔

"میم اپنا آئی ڈی کارڈ مجھے دے دیں میں کاؤنٹر پر رکھوادیتی ہوں، آپ جاتے ہوئے لے لیجئے گا۔"

"آئی ڈی کارڈ۔" سحر حیران ہوئی۔

"دیکھیں میم ایسا ہوتا نہیں ہے مگر آپ کو فیور دے رہے ہیں۔ آپ آئی ڈی کارڈ رکھوادیں گی تو ہمیں تسلی رہے گی۔" سحر نے ایک نظر زوبیہ کو دیکھا جو ابھی تک وہیں کھڑی تھی پھر آئی ڈی کارڈ نکال کر سیلز گرل کو تھمادیا۔ سحر کلائی پر بندھی گھڑی دیکھ کر ایک بار پھر شیلف کی طرف متوجہ ہوگئی۔ آخر وقت بھی تو گزارنا تھا۔ سحر نے موبائل نکال کر دیکھا مگر بیٹری ختم ہونے کی وجہ سے موبائل بند ہوچکا تھا۔ امی ابو کا سوچ کر اسے پریشانی ہورہی تھی۔ پتا نہیں ان کا پریشانی سے کیا حال ہوگا۔ درزی کے ہاں سے نکلے اسے بہت دیر ہوچکی تھی۔ اب تو وہ یہاں آنے پر ہی پچھتا رہی تھی۔ ٹائم پورا ہوتے ہی وہ کاؤنٹر کی طرف آئی۔

"وہ سامان اور آئی ڈی کارڈ دے دیں۔" اپنا بل پے کرکے سحر نے کہا۔ کاؤنٹر پر بیٹھے شخص نے غور سے اسے دیکھا۔ آئی ڈی کارڈ آپ کو اسی صورت میں ملے گا جب آپ پہلے والا بل پے کریں گی۔

"کون سا بل۔" سحر چونکی اس نے سحر کو بل تھمایا۔

"میں اپنا بل پے کرچکی ہوں۔ میں مس زوبیہ کے

سامان کی بات کررہی ہوں، جووہ چھوڑ کر گئی تھیں۔"
"سامان وہ ساتھ لے گئی ہیں اسی لیے تو آپ کا آئی ڈی کارڈ رکھنا پڑا وہ کہہ رہی تھیں ان کے پاس رقم کم ہے اور سامان کسی کو پہنچانا ہے۔ میری بہن کا آئی ڈی کارڈ رکھ لیں آپ دونوں بہنیں ہیں۔ آپ اپنی بہن کو فون کریں وہ کسی بندے کے ہاتھ پیسے بھجوانے کا کہہ رہی تھیں۔" اس کی بات سنتے ہی سحر کا اطمینان رخصت ہوگیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ یہ سب کیا ہو گیا تھا۔ تھوک نگلتے ہوئے اس نے ہاتھ میں پکڑا بل دیکھا۔ چالیس ہزار کا بل دیکھ کر اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔

"دیکھیں یہ میرا بل نہیں ہے ان خاتون کا ہے اور میں ان کی بہن نہیں ہوں وہ یہیں مجھے ملی تھیں اور انہوں نے کہا تھا کہ میں ان کا سامان پیک کرلوں۔" سحر نے بمشکل انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔ اب بولے بنا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ بے وقوفی تو وہ کرہی چکی تھی۔ اس شخص کے تاثرات لمحے میں بدلے۔

"مس یہ ہمارا مسئلہ نہیں آپ اپنا بل ادا کریں بات ختم۔ بھلا ہم کیسے مان لیں۔ بغیر کسی جان پہچان کے آپ نے اپنا آئی ڈی کارڈ رکھوا دیا۔ یہ فاؤل گیم ہمارے ساتھ نہ کھیلیں۔"

"میں سچ بول رہی ہوں میں انہیں نہیں جانتی۔"

"آپ کیا سمجھ رہی ہیں ان ڈراموں سے ہم اپنے پیسے چھوڑ دیں گے آپ یا تو بل ادا کریں یا ہمارا سامان واپس کریں ورنہ ہم ابھی پولیس کو بلالیں گے۔"

"میرا کوئی قصور نہیں ہے۔" سحر روہانسی ہوئی۔ پولیس کا نام سن کر رنگ اڑ گیا تھا۔

"بل ادا کریں اور جائیں۔" اس کے چہرے پر سختی آگئی۔ پریشانی سے اس کا دماغ مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔ موبائل پہلے ہی بند تھا۔ کسی اور کا موبائل نمبر یاد نہیں تھا۔ ایک گھر کا لینڈ لائن نمبر یاد تھا جس کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ وہ آج کل خراب تھا۔

"یہ فون پڑا ہے اگر آپ رقم منگوانا چاہتی ہیں تو کرلیں۔" قریب کھڑی سیلز گرل نے اُسے مخاطب

کیا سحر نے پریشانی سے اردگرد کا جائزہ لیا۔ سب لوگ اپنی اپنی خریداری میں مصروف تھے۔ بچے خوشی سے چکر لگا رہے تھے۔ اجنبی چہروں کو دیکھ کر اسے رونا آنے لگا۔ دل ہی دل میں اللہ سے فریاد کی کہ وہ اس مشکل کو ٹالے اور بے شک اللہ مدد کرنے والا مہربان ہے۔ ایک شناسا چہرے کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

"احمر۔" سحر بے اختیار اسے پکار بیٹھی مگر فاصلہ ہونے کی وجہ سے آواز اس تک پہنچ نہیں سکی تھی۔ "وہ میرے رشتہ دار ہیں انہیں بلا دیں پلیز!" سحر نے سیلز گرل کو اشارے سے احمر کا بتایا۔ اسے پتا تھا کہ کاؤنٹر والا بندہ تو اسے یہاں سے ہلنے بھی نہیں دے گا۔ سیلز گرل سرہلاتی جلدی سے احمر کے پیچھے گئی جو آگے جارہا تھا۔ وہ اب احمر کو روک چکی تھی۔ اس نے کچھ کہا تھا جس پر احمر نے چونک کر اس طرف دیکھا پھر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا سحر کی طرف آرہا تھا۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر سحر کو حوصلہ ہوا۔

"سحر! آپ یہاں کیا کررہی ہیں؟" احمر نے حیرت سے اسے دیکھا جو رات کے اس وقت یہاں اکیلی کھڑی تھی۔ چہرے پر پریشانی بھی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"وہ میں اکیلی ہوں یہاں ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔"

"کیا ہوا ہے کھل کر بتائیں۔" احمر اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہوا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ سحر نے جلدی جلدی اسے ساری بات بتائی۔ احمر سنجیدگی سے سنتا رہا۔

"اچھا! میں بات کرتا ہوں آپ پریشان نہ ہوں۔" اسے تسلی دیتا وہ کاؤنٹر والے شخص سے بات کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

"احمر۔" اپنے پیچھے آواز سن کر مڑا۔ "کہاں رہ گئے ہو میں آگے جارہا تھا مڑا تو تم غائب تھے۔"

"طاہر یار ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔" احمر نے مختصراً اسے ساری صورت حال سمجھائی۔ ساری بات سن کر وہ احمر کے ساتھ کاؤنٹر والے شخص کے پاس آیا۔ دونوں نے اسے بات سمجھانے کی کوشش کی۔ سحر

خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ احمر کے آنے سے اسے کافی ڈھارس ملی تھی۔

"اگر یہ سچ ہے تب بھی ہمارا نقصان کون بھرے گا۔ ہم بھی آگے جواب دہ ہیں۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن اس وقت ان صاحبہ کو بیچ میں ڈالنے کا کیا فائدہ۔ میرا کارڈ رکھ لیں آپ... میں اے ایس پی آفیسر ہوں۔ میں خود اس کیس کی انویسٹگیشن کرواؤں گا۔" طاہر کے بات مکمل کرتے ہی احمر بولا۔

"ورنہ ہم آپ کا نقصان ادا کریں گے آپ فکر نہ کریں۔" دونوں بات مکمل کر کے سحر کی طرف آئے تھے۔ احمر نے آئی ڈی کارڈ اس کی طرف بڑھایا جسے اس نے خاموشی سے تھام لیا۔ "مس آج تو آپ خوش قسمتی سے بچ گئیں مگر آئندہ ایسی غلطی مت کیجیے گا۔" طاہر کے کہنے پر سحر شرمندہ ہوئی۔ احمر نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔ وہ اسے مزید شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سحر نے محض سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا فوراً" غائب ہو جائے۔

"احمر چلو تم اپنی کزن کو لے جاؤ پھر ملتے ہیں۔" طاہر الوداعی کلمات کہہ کر چلا گیا۔ وہ دونوں بھی خاموشی سے چلتے ہوئے دکان سے باہر نکل آئے۔

☆ ☆ ☆

رات کے نو بج رہے تھے۔ سڑک پر ٹریفک معمول کے مطابق رواں دواں تھی۔ چاروں طرف جگمگاتی روشنیاں تاریکی کو مات دے رہی تھیں۔ سحر کو فٹ پاتھ پر رکتے دیکھ کر احمر اس کی طرف مڑا۔

"تھینک یو آپ نے میری بہت مدد کی۔ آپ نہ آتے تو پتا نہیں میں اس مشکل سے کیسے نکل پاتی۔" سحر حقیقتاً" اس کی مشکور تھی۔ احمر اس کی بات سنتے ہوئے خاموش کھڑا تھا۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالے نظریں جھکائے سنجیدہ چہرے کے ساتھ، سحر کے چپ ہونے پر اس نے لب کشائی کی۔

"آپ کی منگنی کب ہے؟" اتنے غیر متوقع سوال پر سحر نے حیرت سے اسے دیکھا، جواب سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"جی!" اسے لگا شاید سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

"سنا ہے آپ کی منگنی ہو رہی ہے، جس کو آپ پسند کرتی ہیں اس کے ساتھ۔"

"ایسی کوئی بات نہیں، میری کوئی منگنی ونگنی نہیں ہو رہی۔" سحر کو کہنا ہی پڑا۔ وہ تو اس کے سوال پر ہی حیران تھی۔

"سیریسلی۔ آپ مذاق تو نہیں کر رہیں؟" اب حیران ہونے کی باری احمر کی تھی۔ مگر اس حیرانی میں بے یقینی بھی تھی۔

"میں آپ سے مذاق کیوں کروں گی؟"

"آپ کسی کو پسند نہیں کرتیں؟" احمر نے کنفرم کر لینا چاہا۔

"جی نہیں۔" سحر نے بے چینی سے ارد گرد دیکھا بھلا احمر اس سے ایسے سوال کیوں کر رہا تھا۔

"آپ مجھ سے منگنی کریں گی؟" بے اختیاری میں اس کے منہ سے نکلا تھا۔ سحر نے بے یقینی سے اسے دیکھا، خوشی سے اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ احمر کو اپنے فقرے کے غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"میرا مطلب ہے۔ شادی کریں گی مجھ سے؟ امی کو آپ کے گھر بھیجوں۔" سحر نے غور سے اسے دیکھا۔ اچھا خاصا ہینڈسم تھا وہ۔ اور اس کے ساتھ کا خواہش مند بھی۔ اپنی خوب صورت آنکھوں میں محبت سموئے وہ اسے منتظر نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ سحر کی رضامندی اس کے لیے اتنی اہمیت رکھتی تھی۔ سحر کے دل کی دھڑکن مس ہوئی۔

"سحر آپ کچھ کہیں گی نہیں... کیا میں آپ کو پسند نہیں۔" اس کے چہرے کا ماند پڑنا سحر کو اچھا نہیں لگا تھا۔

"کیا سڑک پر کھڑے کھڑے ہی پروپوز کریں گے؟" سحر کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ دیکھ کر وہ حیرت و خوشی کی ملی جلی کیفیت کا شکار ہوا تھا۔

"آپ اجازت دیں گی تو کہیں پہ بھی پروپوز کر دوں

سامان کی بات کر رہی ہوں جو وہ چھوڑ کر گئی تھیں۔"

"سامان وہ ساتھ لے گئی ہیں اسی لیے تو آپ کا آئی ڈی کارڈ رکھنا پڑا، وہ کہہ رہی تھیں ان کے پاس رقم کم ہے اور سامان کسی کو پہنچانا ہے۔ میری بہن کا آئی ڈی کارڈ رکھ لیں آپ دونوں بہنیں ہیں۔ آپ اپنی بہن کو فون کریں وہ کسی بندے کے ہاتھ پیسے بھجوانے کا کہہ رہی تھیں۔" اس کی بات سنتے ہی سحر کا اطمینان رخصت ہو گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ یہ سب کیا ہو گیا تھا۔ تھوک نگلتے ہوئے اس نے ہاتھ میں پکڑا بل دیکھا۔ چالیس ہزار کا بل دیکھ کر اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔

"دیکھیں یہ میرا بل نہیں ہے ان خاتون کا ہے اور میں ان کی بہن نہیں ہوں وہ یہیں مجھے ملی تھیں اور انہوں نے کہا تھا کہ میں ان کا سامان پیک کر لوں۔" سحر نے بمشکل انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔ اب بولے بنا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ بے وقوفی تو وہ کر ہی چکی تھی۔ اس شخص کے تاثرات لمحے میں بدلے۔

"مس یہ ہمارا مسئلہ نہیں آپ اپنا بل ادا کریں بات ختم۔ بھلا ہم کیسے مان لیں۔ بغیر کسی جان پہچان کے آپ نے اپنا آئی ڈی کارڈ رکھوا دیا۔ یہ فاؤل گیم ہمارے ساتھ نہ کھیلیں۔"

"میں سچ بول رہی ہوں میں انہیں نہیں جانتی۔"

"آپ کیا سمجھ رہی ہیں ان ڈراموں سے ہم اپنے پیسے چھوڑ دیں گے آپ یا تو بل ادا کریں یا ہمارا سامان واپس کریں ورنہ ہم ابھی پولیس کو بلا لیں گے۔"

"میرا کوئی قصور نہیں ہے۔" سحر روہانسی ہوئی۔ پولیس کا نام سن کر رنگ اڑ گیا تھا۔

"بل ادا کریں اور جائیں۔" اس کے چہرے پر سختی آ گئی۔ پریشانی سے اس کا دماغ مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔ موبائل پہلے ہی بند تھا۔ کسی اور کا موبائل نمبر یاد نہیں تھا۔ ایک گھر کا لینڈ لائن نمبر یاد تھا جس کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ وہ آج کل خراب تھا۔

"یہ فون پڑا ہے اگر آپ رقم منگوانا چاہتی ہیں تو کر لیں۔" قریب کھڑی سیلز گرل نے اسے مخاطب کیا۔ سحر نے پریشانی سے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ سب لوگ اپنی اپنی خریداری میں مصروف تھے۔ بچے خوشی سے چکر لگا رہے تھے۔ اجنبی چہروں کو دیکھ کر اسے رونا آنے لگا۔ دل ہی دل میں اللہ سے فریاد کی کہ وہ اس مشکل کو ٹالے اور بے شک اللہ مدد کرنے والا مہربان ہے۔ ایک شناسا چہرے کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

"احمر۔" سحر بے اختیار اسے پکار بیٹھی مگر فاصلہ ہونے کی وجہ سے آواز اس تک پہنچ نہیں سکی تھی۔ "وہ میرے رشتہ دار ہیں انہیں بلا دیں پلیز!" سحر نے سیلز گرل کو اشارے سے احمر کا بتایا۔ اسے پتا تھا کہ کاؤنٹر والا بندہ تو اسے یہاں سے ملنے بھی نہیں دے گا۔ سیلز گرل سر ہلاتی جلدی سے احمر کے پیچھے گئی جو آگے جا رہا تھا۔ وہ اب احمر کو روک چکی تھی۔ اس نے کچھ کہا تھا جس پر احمر نے چونک کر اس طرف دیکھا پھر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا سحر کی طرف آرہا تھا۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر سحر کو حوصلہ ہوا۔

"سحر! آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" احمر نے حیرت سے اسے دیکھا جو رات کے اس وقت یہاں اکیلی کھڑی تھی۔ چہرے پر پریشانی بھی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"وہ میں اکیلی ہوں یہاں ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔"

"کیا ہوا ہے کھل کر بتائیں۔" احمر اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہوا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ سحر نے جلدی جلدی اسے ساری بات بتائی۔ احمر سنجیدگی سے سنتا رہا۔

"اچھا! میں بات کرتا ہوں آپ پریشان نہ ہوں۔" اسے تسلی دیتا وہ کاؤنٹر والے شخص سے بات کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

"احمر۔" اپنے پیچھے آواز سن کر مڑا۔ "کہاں رہ گئے ہو میں آگے جا رہا تھا مڑا تو تم غائب تھے۔"

"طاہر یار ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔" احمر نے مختصراً اسے ساری صورت حال سمجھائی۔ ساری بات سن کر وہ احمر کے ساتھ کاؤنٹر والے شخص کے پاس آیا۔ دونوں نے اسے بات سمجھانے کی کوشش کی۔ سحر

گا۔ بات تو آپ کے ماننے کی ہے۔" اب کی بار احمر بھرپور انداز میں مسکرایا تھا۔

"ویسے ایک بات کہوں۔" سحر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ "میں نے سنا تھا بلکہ میرا ذاتی خیال بھی یہی تھا کہ آپ کافی سمجھ دار ہیں مگر آج آپ نے خاصی معصومیت کا ثبوت دیا ہے۔" احمر کے لہجے میں چھپی شرارت دیکھ کر سحر شرمندگی سے سرخ ہوئی۔ احمر نے بڑے شوق سے اس کے رنگ بدلتے چہرے کو دیکھا، سحر نے گلا صاف کیا۔

"آپ نے بتایا نہیں کس نے بتایا میری منگنی کا۔" سحر کو بروقت یاد آیا۔

"ایشال نے کہا تھا۔ مگر وہ ایسے کیوں کہے گی؟ مطلب غلط بیانی کیوں کی اس نے، جبکہ وہ تو میرے جذبات سے بھی واقف تھی۔" سحر ٹھٹکی۔

"ایشال نے...." احمر کے حیرت سے دیکھنے پر گڑبڑائی۔

"اچھا! ـــــ بس سمجھ گئی۔ اصل میں میں نے مذاق کیا تھا اس سے اور وہ سچ سمجھ بیٹھی اور کوئی بات نہیں ہے۔" سحر بمشکل مسکرائی۔

"تھینک گاڈ! یہ خبر سننے کے بعد سے میرا موڈ آف تھا۔" احمر مطمئن ہوا۔ "چلیں میں آپ کو گھر چھوڑ دوں۔" سحر سر ہلاتی اس کے ساتھ ہولی۔ احمر اسے اپنی گاڑی کے متعلق بتا رہا تھا جو حال میں ہی کمپنی کی طرف سے ملی تھی۔ مگر سحر کا دھیان ابھی تک ایشال کے جھوٹ میں ہی اٹکا ہوا تھا۔ ایشال کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟

☆ ☆ ☆

احمر اور سحر کا رشتہ طے ہو گیا ہے۔ یہ خبر جب سے امی نے سنی تھی۔ خوشی سے پھولی نہیں سما رہی تھیں اور ایشال شاک کی کیفیت سے نکل نہیں پا رہی تھی۔ کل تک اسے اپنا جھوٹ سینے میں اٹکے بوجھ کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔ جبکہ اب یہ سوچ سوچ کر دماغ کی رگیں پھٹ رہی تھیں کہ آخر یہ سب ہو کیسے گیا۔

یقیناً" احمر کو اس کے جھوٹ کا پتا چل گیا ہو گا۔ شاید سحر کو بھی۔ رات کو دعائے خیر تھی اور ایشال جانے کا کوئی بہانہ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ ان دونوں کا سامنا کرنے کے خیال سے ہی اس کے احساسات عجیب سے ہو رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

نہ چاہتے ہوئے بھی اسے آنا پڑا تھا، یہاں آ کر وہ خالہ اور امی کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ مگر کچھ دیر بعد ہی سحر آ گئی۔ ساجدہ بیگم سے مل کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے میں لے گئی۔ ایشال مجبوراً" آ گئی اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ سحر کے چہرے پر کسی قسم کی خفگی کا شائبہ تک نہیں تھا۔ وہ خوش تھی یہ کوئی بھی اسے دیکھ کر بتا سکتا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" سحر نے اسے اپنی طرف دیکھتے پا کر پوچھا۔

"میں حیران ہو رہی ہوں اتنی جلدی یہ سب ہوا کیسے۔" سحر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"بس مجھے بھی پتا نہیں چلا چٹکی بجاتے ہو گیا ہو۔ جیسے .... ہمارا نصیب ایک ساتھ تھا تب ہی تو اچانک سے فیصلہ ہو گیا۔" پھر سحر اسے اس دن کا سارا واقعہ سناتی چلی گئی کہ کس طرح احمر نے اس کی مدد کی۔ ایشال کے جھوٹ اور احمر کے منگنی والے سوال کو گول کر گئی۔

"احمر نے مجھے پرپوز کیا تو میں نے سوچا بندہ برا نہیں ہے۔ یہ سمجھو کہ اچانک سے دل کو اچھا لگ گیا۔" سحر جھینپ کر بولی۔ اس کے چہرے پر بڑے خوب صورت رنگ تھے۔ ایشال نے نظریں چرائیں۔ شرمندگی سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے۔ سحر کو بھلے سے احمر نے کچھ نہ بتایا ہو مگر وہ خود تو اس کے جھوٹ تک پہنچ گیا ہو گا۔ تب ہی تو بات یہاں تک پہنچی تھی۔ کچھ دیر میں پھپھو لوگ آ گئے، کھانے کے بعد بڑوں نے دعا کرنے کے ساتھ ہی نکاح کی تاریخ بھی مقرر کر دی۔ ایشال

چائے بنا رہی تھی۔ سحر، پھپھو کے پاس بیٹھی تھی۔ ٹرے میں کپ سیٹ کر کے وہ مڑی احمر کو کچن میں آتے دیکھ کر اس کے ہاتھ ساکن ہوئے۔ آج تو اس کی چھب ہی نرالی تھی۔ آنکھوں میں چمک اور چہرے کی مسکراہٹ اس کی خوشی صاف ظاہر تھی۔

"تم کہاں چھپی بیٹھی ہو تمہیں تو سب سے پہلے مجھے مبارک باد دینی چاہیے تھی۔ میں فون کا ہی انتظار کرتا رہا۔ جانتا تھا سب سے زیادہ تم اور جبران خوش ہو گے۔ آخر میرے ہم راز جو ہو۔" احمر نے مزے سے گلاب جامن پلیٹ سے اٹھایا جو ابھی ایشال نے نکالے تھے۔ اس کے لہجے میں کسی قسم کا طنز نہیں تھا۔ ایشال کو حیرت ہوئی۔

"بہت مبارک ہو۔ میں مل کر ہی وش کرنا چاہتی تھی۔" ایشال بڑی مشکل سے مسکراہٹ چہرے پر لائی ورنہ تو شرمندگی کے مارے اس کا سامنا کرنا ہی سب سے مشکل لگ رہا تھا۔

"دیکھ لو! پھر میرے سچے جذبے رنگ لے آئے ورنہ تم نے تو ڈرا ہی دیا تھا۔ شکر ہے اس دن سحر سے ملاقات ہو گئی۔ اور میں نے خود ہی اس کی منگنی کا پوچھ لیا۔ مگر اس نے کہا وہ بات تو مذاق میں کہہ دی تھی تم سے..... میں بھی حیران تھا بھلا تم میرے ساتھ ایسا مذاق کیوں کرو گی۔"

"سحر نے تم سے کہا کہ وہ مذاق کر رہی تھی۔" ایشال بے یقین تھی۔

"ہوں..... تمہیں بتایا ہی ہو گا اس نے۔"

"ہاں پوچھا تھا میں نے اس سے۔ یہ فرحان کہاں رہ گیا ٹرے لے جاتا۔"

"باہر گیا تھا کوئی بات نہیں میں لے جاتا ہوں۔" ایشال نے ٹرے اسے تھمائی۔ اس کے چہرے کے تاثرات عجیب سے ہو رہے تھے۔ لیکن احمر کچھ محسوس نہ کر سکا وہ اپنی خوشی میں مست تھا۔ اسی وقت فرحان کچن میں آیا۔

"احمر بھائی آپ رہنے دیں میں لے کر چلتا ہوں۔" فرحان نے احمر کے ہاتھ سے ٹرے لے لی۔

"کوئی مسئلہ نہیں یار۔" احمر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ دونوں باتیں کرتے کچن سے چلے گئے۔

☆ ☆ ☆

وہ اپنے آپ کو شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں گھرا محسوس کر رہی تھی۔ جب سے واپس آئی تھی کسی پل چین نہیں تھا۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھرتی جا رہی تھیں۔ جنہیں وہ بے دردی سے ہاتھ کی پشت سے صاف کرتی جاتی۔

"یہ میں نے کیا کر دیا۔" کمرے میں چکر لگا لگا کر تھک گئی تو بستر پر بیٹھ کر سر ہاتھوں میں تھام لیا۔ سحر میرے بارے میں کیا سوچتی ہو گی۔ وہ تو میری بچپن کی دوست ہے میری بہن ہے، پھر اپنی سب سے پیاری دوست کے ساتھ کیوں کیا میں نے ایسا۔ اور اس نے کوئی شکوہ تک نہیں کیا۔ کچھ تو کہتی برا بھلا ہی کہہ دیتی۔ لڑائی کرتی، سوال کرتی۔ الٹا اس نے کچھ جتایا تک نہیں، یہ سب سوچیں اس کا دماغ ماؤف کر رہی تھیں۔ مسلسل بجتے موبائل نے اسے سوچوں سے نکالا۔ اسکرین پر جبران کا نام جگمگا رہا تھا۔ ایشال نے نہ چاہتے ہوئے بھی فون اٹھا لیا۔

"کیا ہو رہا تھا۔ جناب! اکیلے اکیلے ہی تم لوگ دعائے خیر کر آئے۔" جبران کی فریش سی آواز آئی تھی۔

"اچانک ہو گیا سب۔" ایشال نے لب کھولے۔

"احمر سے بات ہوئی بہت خوش تھا۔ نکاح بھی طے کر دیا امی ابو نے..... بہت فاسٹ جا رہے ہو سب۔"

"ہوں۔"

"ایک میں بے چارہ دور بیٹھا ہوں۔ تم لوگوں کی تصویروں کا انتظار کر رہا تھا۔ احمر نے تو بس ابو لوگوں کی بھیج دی ہیں۔ میں اسے کہہ رہا تھا ایشال کی اور امی کی بھی بھیج دیتے۔" جبران اپنی کہے جا رہا تھا۔ ایشال محض ہوں ہاں کرتی رہی۔ "اپنی تصویر ہی بھیج دو۔" جبران نے فرمائش کی۔

"نہیں لی۔ خیال ہی نہیں آیا۔" ایشال نے دکھتے

ہوئے سر پر ہاتھ رکھا۔

"یہ کیسے ہو گیا۔ تم نے اور تصویر نہیں لی۔ خیریت تو ہے۔" جبران نے اسے چھیڑا۔ "احمر نے تو اپنی بھی چار بھیجی ہیں۔"

"ہوں۔" ایشال اتنا ہی کہہ سکی۔

"کیا بات ہے ایشال..... تمہاری آواز بھی عجیب سی ہو رہی ہے پہلے تو میں اپنا وہم سمجھا تھا' پر اب لگ رہا ہے کوئی بات ہے ضرور۔"

"کوئی بات نہیں ہے۔" ایشال کی آواز میں نمی گھلی۔

"تم رو رہی ہو... کیا ہوا ہے۔" جبران کو تشویش ہوئی۔ ایشال پہلے ہی اپ سیٹ تھی۔ جبران کی ہمدردی پا کر سب کچھ بتاتی چلی گئی۔ سب کہہ دینے کے بعد اسے اپنا دل ہلکا ہوتا محسوس ہوا تھا۔ اپنی غلطی کا اعتراف بھی کبھی کبھی انسان کے دل کے بوجھ کو کم کر دیتا ہے۔ دوسری طرف جبران بالکل خاموش تھا۔

"جبران۔" ایشال نے دھیرے سے پکارا۔

"تم اتنی خود غرض کیسے ہو سکتی ہو سحر تمہاری بچپن کی دوست ہے۔ تم کیسے اس سے عناد پال سکتی ہو۔ تم تو کہتی تھیں تمہاری بہن ہے سحر..... اور امی کو اگر اس کی خوبیاں پسند آگئیں تو اس میں برا لگنے والی کیا بات ہے اور احمر..... تم اچھی طرح جانتی تھیں۔ وہ کتنا سنجیدہ تھا۔ سحر کے لیے پھر بھی... وہ کس قدر اپ سیٹ رہا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ وہ میرا بھائی ہے ایشال... یہی سوچ لیا ہوتا۔" جبران بگڑا تھا۔

"میں نے پلاننگ سے نہیں کیا کچھ بھی پتا ہی نہیں چلا سب غلط ہو گیا۔" ایشال نے بمشکل اپنی صفائی دینے کی کوشش کی۔

"خود سے کچھ نہیں ہوتا' کیا جاتا ہے۔ تم نے ٹھیک کرنے کی کوشش بھی تو نہیں کی۔ اس دن اگر احمر سحر سے نہ ملتا تو تم کبھی یہ اعتراف نہ کرتیں۔ اور احمر وہ تمام عمر نامراد ہی رہتا۔" ایشال خاموش ہی رہی' کہنے کے لیے کچھ بچا نہیں تھا جیسے۔ "بہت مایوس کیا تم نے... مجھے لگتا تھا مجھ سے جڑا ہر رشتہ تمہیں عزیز ہے۔" فون بند ہو چکا تھا۔ ایشال فون ہاتھ میں لیے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ اپنی خود غرضی کی بدولت اس نے جبران کو بھی خود سے دور کر دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"تم یہاں بیٹھی ہو تیار کیوں نہیں ہوئیں۔ صبح سے سحر کے کئی فون آچکے ہیں۔ کل اس کا نکاح ہے اور تم یہاں بیٹھی ہو۔ ناراض ہو رہی تھی سحر... شام تک فرح اور فاریہ بھی پہنچ جائیں گی۔" نمرہ آپی اسے بستر پر لیٹے دیکھ کر بولیں' دو دن ہو گئے تھے انہیں میکے آئے ہوئے۔

"تھوڑی دیر میں اٹھتی ہوں۔" ایشال تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"امی بتا رہی ہیں تم نے کوئی جوڑا بھی نہیں لیا نکاح کے لیے۔ امی نے پیسے دیے ہیں کہ شام کو جا کر لے آؤ۔" نمرہ آپی اس کے قریب ہی بیٹھ گئی تھیں۔

"واپس کر دیں امی کو...."

"کیوں... ؟ اچھا اب سمجھی کل تنخواہ جو آئی ہے تمہاری۔"

"نہیں ایسی بات نہیں ہے' پہلے ہی اتنے سوٹ پڑے ہیں۔ میرے اپنے نکاح کا جوڑا ہے۔ ابھی گلشن آنٹی کی بیٹی کی شادی میں بنوایا تھا۔ وہ سوٹ بھی ہے اور بھی ہیں بہت سے۔" ایشال نے عام سے لہجے میں جواب دیا۔ نمرہ آپی نے حیرت سے اپنی چھوٹی بہن کو دیکھا جو شاپنگ کی شوقین تھی۔ بچپن سے شوق تھا اسے۔ ہر فنکشن پر نئے کپڑے، جوتے چاہیے ہوتے تھے۔ جس پر امی سے ہمیشہ ڈانٹ پڑا کرتی تھی۔

"سورج کہاں سے نکلا ہے آج... خیر تو ہے کیا ہوا۔ کل سے دیکھ رہی ہوں منہ پھلا رکھا ہے۔ چلو شاباش بتاؤ جلدی سے کیا بات ہے۔" نمرہ آپی حیران تھیں۔ اسی لیے اسے اکسایا تا کہ وہ اپنی پریشانی بتائے۔

"بات تو کوئی نہیں ہے بس مجھے لگتا ہے میں بہت فضول خرچ ہو گئی ہوں۔"

"اور یہ کس نے کہا؟" وہ ٹھٹکیں۔

"کسی نے نہیں بس احساس ہوا ہے کہ امی ٹھیک کہتی ہیں پیسہ بڑی محنت سے کمایا جاتا ہے اس کی قدر کرنی چاہیے۔ اپنی پہلی تنخواہ میں ایک ہی دن میں خرچ کر آئی تھی۔ پھر جب امی کو ضرورت پڑی تو میرے پاس انہیں دینے کے لیے پیسے نہیں تھے۔ اس دن بڑی شرمندگی ہوئی مجھے۔ یہ احساس بھی ہوا کہ اتنی محنت سے کمائے پیسے ایسے ہی اڑا دیے۔ ابو بھی تو کتنی محنت سے کماتے ہیں آپی۔

میں تو صرف تین گھنٹے پڑھاتی ہوں وہ تو سارا سارا دن ہمارے لیے محنت کرتے ہیں اور میں اتنے مہنگے ڈیزائنر سوٹ لیتی رہی۔ امی کتنی مشکل سے بجٹ چلاتی ہیں وہ بھی میری وجہ سے۔ میں ہمیشہ برانڈڈ چیزوں کے شوق میں زیادہ پیسے مانگا کرتی تھی۔" ایشال اداس ہوئی۔

"اچھا اتنی اداس مت ہو دیر سے ہی سہی سمجھ تو آگئی نا۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ کو فضول خرچی پسند نہیں۔" نمرہ آپی نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"اب میں نے فیصلہ کیا ہے کوئی برانڈڈ جوڑا نہیں لوں گی۔" ایشال کی سوئی وہیں اٹکے دیکھ کر نمرہ آپی کو ہنسی آئی۔

"اچھا اب قسم کھانے کی بھی ضرورت نہیں ہے کبھی عام کپڑے لیتے ہیں کبھی ڈیزائنر لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آٹھ دس ہزار والے جوڑے لینا شروع کردو اپنی حیثیت کے مطابق لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں بھی ایسے ہی کرتی ہوں۔ بس برانڈ کونشیس نہیں ہونا چاہیے کہ یہ نہیں تو کوئی نہیں۔ میرا سوٹ دیکھو یہ عام سا ہے مگر میں نے خود ایسے ڈیزائن کیا ہے کہ اچھا لگ رہا ہے۔" ایشال نے ان کے سوٹ کا جائزہ لیا۔

"واقعی آپی! بہت اچھا لگ رہا ہے۔ آپ نے خود ڈیزائن کیا ہے۔"

"بالکل۔ چلو اب موڈ ٹھیک کرو۔ اور ہاں! جبران سے بات ہوئی تمہاری۔ پھپھو کہہ رہی تھیں! ان کا آنا کنفرم نہیں ہے۔" ایشال نے نفی میں سرہلایا۔

"میری بات نہیں ہوئی۔" اب وہ کیا بتاتی کہ یہ ایک اور ہی کہانی تھی۔

☆ ☆ ☆

"فرح اور فاریہ خود بھی کھانے بیٹھ گئی ہوں گی۔ اتنا نہیں ہوا کہ ہمیں بھی پوچھ لیتیں۔"

"بھوک لگی ہے تو میں لے آتی ہوں۔" ایشال نے دلہن بنی سحر سے پوچھا۔ سحر نے ڈل گولڈ کے ساتھ ریڈ کے خوب صورت کامبینیشن کا غرارا پہنا ہوا تھا۔ میک اپ نے خوب صورت نقوش کو اور بھی نکھار دیا تھا۔

"نہیں رہنے دو بعد میں ہم دونوں چینج کر کے کھائیں گے اور یہ تم مجھے گھور کیوں رہی ہو۔ میک اپ زیادہ تو نہیں ہوگیا۔ منع بھی کیا تھا ہیوی میک اپ نہ کرے۔" ایشال کو اپنی طرف دیکھتے پاکر سحر کو تشویش ہوئی۔ اسے میک اپ کی ہی فکر لگی ہوئی تھی۔ نکاح سے پہلے تک مسلسل یہی پوچھتی رہی کہ کہیں اوور تو نہیں لگ رہی۔ نکاح کی تقریب گھر میں منعقد کی گئی تھی۔ چند قریبی لوگ ہی مدعو تھے۔ نکاح کی رسم فوراً ہی ادا کردی گئی تھی۔ پھر سحر اور احمر کو بٹھا کر تصاویر لی گئیں اور اب کھانا کھلایا جارہا تھا۔

"گھور نہیں رہی دیکھ رہی ہوں۔ تم بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ۔" ایشال نے اپنی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر بغور اسے دیکھا سحر جھینپی۔

"تم بھی کم نہیں لگ رہیں اور جبران بھائی بھی تو آئے ہیں ان کی نظریں تو تمہارا ہی طواف کررہی ہوں گی۔" سحر نے بھی اسے چھیڑا ایشال نے لب بھینچ لیے نکاح سے ایک دن پہلے رات کی فلائٹ سے جبران پہنچا تھا۔ ایشال کی اس سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ آج محض اسے دور سے دیکھا تھا ـــــ نہ اس نے ایشال سے کوئی بات کرنے کی کوشش کی تھی۔ ایک بار سنجیدہ سی نظر ڈال کر نگاہ پھیرلی تھی۔ ایشال اس کے رویے سے بہت ہرٹ ہوئی تھی اور اس سے بات نہ

کرنے کا ارادہ بھی کرلیا تھا۔ ایشال نے سر جھٹکا۔
"کیا ہوا؟" سحر نے اس کے سنجیدہ تاثرات نوٹ کیے۔ ایشال اٹھ کر سحر کے قریب آئی۔
"سحر آئی ایم سوری۔"
"ایسے کیوں کہہ رہی ہو؟" سحر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھایا۔
"تمہیں معلوم ہے۔ میں نے احمر سے جھوٹ بولا تمہارے متعلق۔" ایشال نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ آج وہ فیصلہ کرکے آئی تھی کہ سحر کو سب بتادے گی۔ اس کے بے چین دل کو اسی طرح قرار آسکتا تھا۔ سحر نے گہرا سانس لیا بولی کچھ نہیں، وہ ایشال کو سننا چاہتی تھی۔

"سچ تو یہ ہے کہ پھپھو کے منہ سے اپنی برائیاں اور تمہاری خوبیاں سن کر میں تم سے جیلس ہوگئی تھی۔ پھپھو ہمیشہ مجھ سے پیار اور لاڈ سے ملتی تھیں۔ مگر اچانک سے ان کے رویے کا بدلنا وہ بھی اس لیے کہ وہ تم سے متاثر ہوئی تھیں۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔ ایسے میں احمر نے پھپھو کے رشتہ لے کر جانے کا بتایا تو بس میرے منہ سے نکل گیا اور میں نے ایک کہانی بنا کر اسے سنادی۔ بعد میں بہت پچھتائی... دل پر بوجھ سا آپڑا تھا۔

پھر جب مجھے پتا چلا تم سب جانتی ہو اور مجھ سے نہ لڑیں نہ کوئی بات کی بلکہ یہ احساس بھی نہیں ہونے دیا کہ تم سب جانتی ہو تو میں اس قدر شرمندہ ہوئی۔ دل چاہتا تھا زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں اور تو اور تم نے احمر کو بھی سچائی نہیں بتائی۔" اس کی آنکھوں میں نمی جھلملاتے دیکھ کر سحر بول پڑی۔
"اچھا بس کرو نا۔ اتنی پیاری لگ رہی ہو، سارا میک اپ خراب کرلوگی۔ مجھے پتا تھا جو بھی بات ہوگی تم خود بتادوگی، بھلا مجھ سے چھپا سکتی ہو کچھ۔ جہاں تک احمر کی بات ہے اسے کیوں بتاتی میں۔ ہمارا ساتھ کوئی دو دن کا تھوڑی ہے بچپن کی دوستی ہے۔ پھر میں کیوں نہ پردہ رکھتی۔ بات تو ہمارے درمیان ہی ہونی چاہیے تھی۔"

"تم ناراض تو نہیں ہونا۔" ایشال نے اپنی انگلی سے آنکھوں کی نمی صاف کرتے ہوئے پوچھا۔
"دوستی میں کیسا سوری۔ ایک بات تھی ختم ہوگئی۔" سحر مسکرا کر اس کے ساتھ لگی۔ "اچھا بتاؤ میک اپ اچھا لگ رہا ہے۔ پہلی بار ایسا میک اپ کرایا ہے عجیب ہی لگ رہا ہے۔" سحر کو پھر سے فکر ہوئی۔
"میرا خیال ہے احمر کو بھیجتی ہوں، وہی بتائے گا۔" سحر کی میک اپ کی تکرار سن سن کر تینوں کزنز ہی اکتا چکی تھیں۔
"یہ مطلب نہیں تھا میرا۔ تم لوگ جو بار بار گھورتے ہو اسی لیے کونشیس ہو رہی ہوں۔" سحر تلملائی۔
"ارے واہ ہم کوئی احمر ہیں جو گھوریں گے۔ اسی کی نظر تم پر سے نہیں ہٹ رہی تھی۔ اتنا چھیڑا ہم نے اسے مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی ہے۔" ایشال محظوظ ہوئی۔
"ہاں تو کیوں نہ دیکھیں۔ اب میرے علاوہ کسی اور کو دیکھنا بھی نہیں چاہیے۔" ایشال نے خوشی سے اتراتی سحر کو دیکھا اس روپ میں دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ وہ اور بھی پیاری لگ رہی تھی۔
"جبران بھائی بھی تو تمہیں ہی دیکھ رہے ہوں گے۔" ایشال کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔ "جبران بھائی کے ذکر پر سنجیدہ کیوں ہو جاتی ہو۔ لڑائی ہوئی ہے؟" سحر نے کریدا۔ ایشال نے مختصر لفظوں میں اپنی اور جبران کی گفتگو کے بارے میں بتایا۔ سحر نے اپنا سر پیٹ لیا۔
"ان کو بتانے کی کیا ضرورت تھی۔ ہماری آپس کی بات تھی انہیں کیوں بتایا۔"
"میں اپ سیٹ تھی پھر تم سے بھی تو کچھ نہیں کہہ سکی تھی۔ ایسے میں فون آگیا بس کہہ دیا میں نے۔ چھوڑو تم میں بھی مری نہیں جارہی اس سے بات کرنے کو، نہ کرے میری بلا سے۔"
"میں بات کروں گی جبران بھائی سے۔"
"بالکل نہیں... چھوڑو اس قصے کو۔ میں ذرا

دیکھوں یہ فرح اور فاریہ وہیں ٹک گئی ہیں۔ لگتا ہے ساری دیگوں کا خاتمہ کر کے ہی آئیں گی۔" ایشال اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہاں پتا کرو یہ لوگ کھانا کھا کر کب جائیں گے اب تو بھوک سے حالت خراب ہو رہی ہے۔ بی پی بھی لو ہو سکتا ہے جلدی آنا۔" سحر نے التجا کی۔ صبح اس نے ٹھیک سے ناشتا بھی نہیں کیا تھا۔ اب بھوک اور تھکن دونوں ہی حملہ آور ہو چکی تھیں۔ ایشال تسلی دیتی کمرے سے نکل گئی۔

☆ ☆ ☆

سامنے سے آتے جبران کو دیکھ کر اس نے بے نیازی سے گزر جانا چاہا۔ جبران اس کے سامنے جم کر کھڑا ہو گیا۔ ایشال نے سائیڈ سے نکلنا چاہا مگر وہ راستہ دیتا تب نا۔ تنگ آ کر وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

"راستہ چھوڑیں میرا۔"

"اگر نہ چھوڑوں؟" جبران نے اپنے سینے کے گرد ہاتھ باندھتے ہوئے پُرشوق نظروں سے خفا سی ایشال کو دیکھا۔ بلیک اور سلور امتزاج کے سوٹ میں ہلکے میک اپ کے ساتھ وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوب صورت لگ رہی تھی۔ اس کی خفگی بھری آنکھوں میں دیکھتے، جبران کو اپنا دل ڈوب کر ابھرتا محسوس ہوا تھا۔

"مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔ جائیں یہاں سے۔" ایشال یہاں سے غائب ہونے کے لیے پر تول رہی تھی لیکن وہ اس کے راستے میں حائل تھا۔

"مجھے تو کرنی ہے۔" جبران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"ٹھیک ہے پھر میں ہی چلی جاتی ہوں۔" ایشال جانے کے لیے مڑی تھی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ واپس جاتی، جبران نے فوراً اس کی کلائی تھام لی۔ ایشال جھٹکے سے مڑی اس نے چھڑانے کی کوشش کی پر دوسری طرف گرفت سخت تھی۔

"آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔ کوئی بات نہیں سننی مجھے۔" ایشال تنگ آ کر بولی۔ جبران محظوظ ہوا تو اناراضی میں وہ آپ جناب پر آ گئی تھی۔

"کیوں نہیں کر سکتا بالکل کر سکتا ہوں۔ بات تو سننی ہی پڑے گی۔ ایسے تو یہاں سے ہلنے نہیں دوں گا۔" ایشال نے ناگواری سے اسے گھورا۔

"کیا مسئلہ ہے؟" جبران نے شکر کیا آخر وہ بات کرنے پر راضی تو ہوئی چاہے ناراضی سے ہی سہی۔

"آئی ایم سوری۔ مجھے احساس ہے تمہاری ناراضی کا۔ تم ہرٹ ہوئی ہو۔ اس دن میں واقعی بہت روڈ ہو گیا تھا۔"

"کوئی بات نہیں کرنی مجھے اس دن کی۔ میری طرف سے ناراض ہی رہیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" ایشال نے منہ پھیرا۔

"میری طرف دیکھ کر کہو کہ فرق نہیں پڑتا۔" جبران نے نرمی سے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اپنی طرف موڑا۔ ایشال زیادہ دیر اس کی طرف دیکھ نہیں سکی۔ نظریں جھکا گئی۔

"یہ کیا شرافت ہے دن دھاڑے میری بھابھی کو چھیڑ رہے ہو۔" پیچھے سے آتی احمر کی آواز پر جبران نے اپنا ہاتھ ہٹایا۔ وہ تیزی سے مڑا۔ دوسرے ہاتھ میں ابھی بھی ایشال کی کلائی تھام رکھی تھی۔ ایشال کا چہرہ شرم کے احساس سے سرخ ہو گیا۔ اس نے کلائی کھینچنے کی کوشش کی مگر جبران کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ ایشال دل مسوس کر رہ گئی۔ نظریں مزید جھک گئیں۔

"زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سامنے والے کمرے میں تمہاری بیوی موجود ہے، جا کر ملاقات کر لو۔" جبران نے اسے یہاں سے بھیجنے کے لیے کہا۔ احمر کی باچھیں کھل گئیں۔

"اچھا..... میں ایشال سے یہی کہنے آ رہا تھا۔ کوئی ملاقات ہی کرا دے۔"

"ٹھیک بیٹا... شکریہ بعد میں ادا کرنا۔ فی الحال یہاں سے کٹو۔" احمر خوش ہوتا چلا گیا۔

"یہ کیا کیا سحر ناراض ہو گی۔" ایشال نے احمر کو جاتے دیکھ کر پریشانی سے کہا۔ احمر دستک دے رہا تھا۔

"بہت خوش ہو گی اچھا ہے چند باتیں ہی کرے گی

تم ان کی فکر چھوڑو اپنی اور میری بات کرو۔ اب مان بھی جاؤ۔ تمہیں پتا تو ہے احمر مجھے کس قدر عزیز ہے۔ اور پھر بات بھی اس کے دل کی خوشی کی تھی۔ غصہ آگیا تھا اسی لیے۔"

"بس بھائی کی پروا ہے اور کسی کی نہیں۔" ایشال کے لبوں پر شکوہ مچلا۔ جبران بھرپور انداز میں مسکرایا اور گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

"پروا ہے تب ہی تو اتنی دیر سے کھڑا منانے کی کوشش کر رہا ہوں۔" اسی وقت فرح اور فاریہ کھنکھارتی ہوئی آئی تھیں۔

"یہاں کیا راز و نیاز چل رہے ہیں۔"

"یار مسئلہ کیا ہے؟ ہر تھوڑی دیر بعد کوئی نہ کوئی نازل ہو جاتا ہے۔" جبران نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا۔ جو صرف ایشال ہی سن پائی۔ وہ مسکراہٹ دباتی دونوں کی طرف متوجہ ہوئی۔

"تم لوگوں کو کسی نے بتایا نہیں جب میاں بیوی بات کر رہے ہوں تو بیچ میں نہیں بولتے۔ پھر ہم تو پرانے ہو گئے ہیں۔ تم دونوں سامنے والے کمرے میں چھاپا مارو۔ وہاں نیولی میرڈ کپل تم لوگوں کی ناک کے نیچے ملاقات کر رہا ہے۔ جاؤ جا کر بھاری سانگ لو اپنے احمر بھائی سے۔" جبران نے مزے سے مشورہ دیا۔

"مشورہ تو آپ کا بہت اچھا ہے۔ چلیں آپ انجوائے کریں، ہم ذرا دھاوا بولتے ہیں جا کر۔" دونوں محظوظ ہوتی ہوئی چلی گئیں۔

"اب احمر کی شامت آنے والی ہے۔" ایشال بھی جبران کے ساتھ ہنسی تھی۔

"سچ میں ہنستی ہوئی تم اور بھی خوب صورت لگتی ہو۔" جبران نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"اور جو غصہ دلاتے ہو وہ۔" ایشال بھی مسکرائی تھی۔

"میرا کیا قصور تم ہر روپ میں ہی پیاری لگتی ہو۔ ہر بار دل کے زیادہ قریب محسوس ہوتی ہو۔" جبران کے محبت سے کہنے پر ایشال جھینپ کر پیچھے ہوئی۔

"دیکھ لو پھر مانتی ہو نا کتنی محبت سے منایا ہے تمہیں۔ وہ تمہاری دوست کا منگیتر وہ بھی اسے ایسے نہیں منا سکتا۔" جبران شرارتی انداز میں اس کی طرف جھکا۔ ایشال نے اسے پیچھے دھکیلا۔

"زیادہ اپنی تعریفیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں ہوں ہی اتنی اچھی جو اتنی جلدی مان گئی بغیر کوئی فرمائش کیے۔"

"اچھی تو تم ہو اس بات سے تو میں انکاری ہو ہی نہیں سکتا۔ پر منانا مجھے بھی آتا ہے۔ اگر ایسے نہیں مانتیں تو میں وہ کیا نام ہے تمہارے ڈیزائنرز کا۔ ہاں وہ میرا جی، گل خان، سفینہ، ثنا وغیرہ۔ ان کے سوٹ لاتا میں۔ بس پھر فٹ سے مان جانا تھا تم نے۔" جبران کے بولنے پر ایشال کھلکھلا کر ہنسی تھی۔ بمشکل ہنسی روک کر بولی۔

"نام تو پہلے ٹھیک سے یاد کر لو۔"

"نہیں! سیریسلی یہ نام نہیں تھے؟" جبران کے سنجیدگی سے کہنے پر ایشال کو ہنسی آرہی تھی۔ "جو بھی ہوں۔ تم بس ایسے ہنستی رہو اور میں تمام عمر تمہیں یوں ہی دیکھتا رہوں۔" جبران کا خوبصورت لہجہ ایشال کے دل میں بہت سے پھول کھلا گیا تھا۔ زندگی اس کے سنگ یوں ہی ہنستے مسکراتے گزرنے والی تھی۔